ساتزبانوں(عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

Faizan-e-Madina | Monthly Magazine | رنگین شمارہ

ماہنامہ فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

نومبر 2025ء / جُمادَی الاُولیٰ 1447ھ

◂ اسلام کی نظریاتی تعلیمات 17

◂ ناکامی کے اثرات 19

◂ پردہ پوشی 27

◂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت شیخ عبد اللہ دحلان کی تربت پر حاضری کی روداد 44

◂ لڑکیوں کو امورِ خانہ داری سکھانا 59

گُردے کی پتھری نکل جائے گی (ان شآءَالله)

اَعُوْذُ اور بِسْمِ الله کے ساتھ
ایک بار سُورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھ کر
پانی پر دَم کر کے پی لیں۔
روزانہ ایک بار یہ عمل کرنا ہے، دوسرا بھی دَم کر کے دے سکتا ہے۔ (مُدّتِ علاج تا حصولِ شفا) (30 روحانی علاج، ص 31)

نظرِ بد کا روحانی علاج

تین مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط
پڑھ کر سات مرتبہ یہ دعا:
اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ حَرَّھَا وَبَرْدَھَا وَوَصَبَھَا
پڑھ کر جس کو نظر ہو اس پر دَم کیجئے، اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم نظر اُتر جائے گی۔ (بیمار عابد، 44)

بخار کا روحانی علاج

بخار والا بکثرت
بِسْمِ اللّٰهِ الْکَبِیْر
پڑھتا رہے۔ (بیمار عابد، 25)

شریر جنات سے حفاظت

یَا اَللّٰهُ
100 بار سوتے وقت پڑھنے سے اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم شریر جنات کی شرارت اور فالج و لقوے کی آفت سے حفاظت ہو گی۔ (30 روحانی علاج، ص 30)

پیشکش: مجلسِ ماہنامہ فیضانِ مدینہ

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

رنگین شمارہ

ماہنامہ فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

نومبر 2025ء/ جُمادَی الاُولیٰ 1447ھ

مَہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

جلد: 9 شمارہ: 11

ہیڈ آف ڈیپارٹ	مولانا مہروز علی عطاری مدنی
چیف ایڈیٹر	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی
ایڈیٹر	مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی
شرعی مفتش	مفتی محمد انس رضا قادری
گرافکس ڈیزائنر	شاہد علی حسن عطاری

بفیضانِ نظر: سِراجُ الاُمّہ، کاشِفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدُنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملّت، شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

آراء و تجاویز کے لیے

+9221111252692 Ext:2660

WhatsApp: +923103330935

Email: mahnama@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net

- قیمت — رنگین شمارہ: 200 روپے — سادہ شمارہ: 100 روپے
- ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات — رنگین شمارہ: 3500 روپے — سادہ شمارہ: 2200 روپے
- ممبر شپ کارڈ (Membership Card) — رنگین شمارہ: 2400 روپے — سادہ شمارہ: 1200 روپے

ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 15 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ
رنگین شمارہ: 3000 روپے — سادہ شمارہ: 1700 سو روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لیے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278

Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلہ سوداگران کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قراٰن و حدیث	1	آمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قراٰنی مقاصد (قسط:03)	مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی	4
	2	پانچ کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی	7
فیضانِ سیرت	3	آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سونے کا انداز (قسط:01)	مولانا محمد ناصر جمال عطاری مدنی	9
مدنی مذاکرے کے سوال جواب	4	کیا اسی صدی میں قیامت آئے گی؟ مع دیگر سوالات	امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری	11
دار الافتاء اہلِ سنّت	5	مرغ کے خون سے لکھے تعویذ کا حکم مع دیگر سوالات	مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی	13
مختلف مضامین	6	ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی خطرناک ہے!	امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری	15
	7	اسلام کی نظریاتی تعلیمات	نگرانِ شوریٰ مولانا مولانا محمد عمران عطاری	17
	8	ناکامی کے اثرات	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی	19
	9	ارکانِ نماز کی حکمتیں	مولانا ابرار اختر القادری	20
	10	بزرگانِ دین کے مبارک فرامین	مولانا ابو شیبان عطاری مدنی	22
	11	اسلام کا نظامِ طہارت و نظافت (قسط:02)	مولانا فرمان علی عطاری مدنی	23
	12	رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا قرب دلانے والی نیکیاں (قسط:04)	مولانا شہزاد یونس عطاری مدنی	25
	13	پردہ پوشی	مولانا سید بہرام حسین عطاری مدنی	27
تاجروں کے لیے	14	احکامِ تجارت	مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی	29
بزرگانِ دین کی سیرت	15	حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام (قسط:02)	مولانا ابو عبید عطاری مدنی	31
	16	حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ	مولانا عدنان احمد عطاری مدنی	33
	17	اپنے بزرگوں کو یاد رکھیے	مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی	35
متفرق	18	سائنس اور اسلام	علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ	37
	19	فنِ کتابیات نویسی (تعارف، اہمیت، میدانات)	مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی	39
	20	نصائح و ہدایات اور رسائل امیر اہل سنت (قسط:02)	مولانا محمد آصف اقبال عطاری مدنی	42
	21	شیخ عبد اللہ دحلان کی تربت پر حاضری کی روداد	مولانا حاجی غلام یاسین عطاری مدنی یمنی	44
قارئین کے صفحات	22	آپ کے تأثرات		46
	23	نئے لکھاری	محمد مبشر عبد الرزاق/احمد رضا سلیم/محمد حمزہ رضا	47
بچوں کا ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“	24	کوئی نیکی چھوٹی نہیں	مولانا محمد جاوید عطاری مدنی	52
	25	ٹائم نہیں ملتا	مولانا حیدر علی مدنی	53
	26	بچوں کے اسلامی نام		55
	27	قوتِ فیصلہ	مولانا سید عمران اختر عطاری مدنی	56
	28	بچوں کو گفتگو کا سلیقہ کیسے سکھائیں؟	مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطاری مدنی	57
اسلامی بہنوں کا ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“	29	لڑکیوں کو امورِ خانہ داری سکھانا	اُمِّ میلاد عطاریہ	59
	30	پھوپھی اور ہمارا سماج!	مولانا اُحد رضا عطاری مدنی	61
	31	اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل	مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی	63
اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہے!	32	دعوتِ اسلامی کی مدنی خبریں	مولانا حسین علاؤ الدین عطاری مدنی	64

Go To Index

آمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قرآنی مقاصد

(قسط:03)

مولانا ابو النور راشد علی عطاری مَدَنی*

عدل پر مبنی نظامِ زندگی کا قِیام

اللہ تعالیٰ کی جانب سے اَنبیاء کی بعثت کا ایک عظیم اور دائمی مقصد یہ رہا ہے کہ وہ معاشرے میں عدل قائم کریں، ظلم و استِحصال کا خاتمہ کریں اور زندگی کے تمام شعبوں میں ایسا توازن لائیں جو انسان کی فطرت، ضَرورت اور حق کے تقاضوں کے مطابق ہو۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت بھی اسی تسلسل کی کڑی تھی، مگر اس میں کمال اور اِتمام کا پہلو نمایاں تھا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس لیے بھی بھیجا گیا کہ انسانیّت کو ایک ایسا جامع نظام دیا جائے جو عِبادات کے ساتھ ساتھ معیشت، معاشرت، عدلیہ، تجارت اور تعلیم الغرض ہر میدان میں عدل کو قائم کرے۔

قراٰنِ مجید نے اس عظیم مقصد کو ان الفاظ میں بیان فرمایا: ﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِۚ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اُتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔[1]

یہ ایک جامع اعلان ہے کہ نبیوں کی بعثت کا مقصود فرد کی اُخروی نَجات کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی اجتماعی سطح پر عدل کا قِیام ہے۔ کتاب، جو وحی ہے اور میزان، جو اعتدال اور عدل کا پیمانہ ہے، دونوں رسولوں کے ساتھ اس لیے نازل کی گئیں تاکہ معاشرہ کسی بھی ظلم، ناانصافی یا طاقت کے ناجائز استِعمال سے محفوظ رہے۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مکّہ میں جب اپنی دعوت کا آغاز کیا تو ظلم، غلامی، نسل پرستی اور سرمایہ داری نِظام نے جڑیں پکڑ رکھی تھیں۔ طاقتور کمزور کو دباتے، عورت کو وراثت سے مَحروم رکھا جاتا، یتیم کا مال کھایا جاتا اور فیصلے خاندانی تعصّب پر ہوتے۔ ایسے وقت میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وحی کی روشنی میں عدل کے اُصول پیش کیے اور عملی طور پر ان کا نِفاذ کیا۔

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عدالت میں کوئی غیر معروف شخص بھی حق دار ہوتا تو انصاف پاتا۔ مشہور واقعہ ہے کہ قریش کی ایک بااثر خاتون (فاطمہ) مخزومیہ نے چوری کی، تو بعض لوگوں نے سفارش کی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سختی سے فرمایا: "اگر فاطمہ بنتِ محمد بھی چوری کرتی، تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔"[2]

یہ اعلان تھا کہ عدل قبیلے، تعلق، حیثیت، یا طاقت کا محتاج نہیں وہ صرف حق کا پابند ہے۔

قراٰن نے عدل کو محض ایک اَخلاقی وَصف کے طور پر بیان نہیں کیا، بلکہ ایک فریضۂ الٰہیّہ بنایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ حکم فرماتا ہے

*ایم فِل اسکالر، فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایڈیٹر ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

انصاف اور نیکی (کا)۔[3]

بعثتِ محمدی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ پہلو یعنی عدل کا قیام درحقیقت اللہ کی صفتِ عدل کا عملی مظاہرہ ہے، جسے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک زندہ معاشرے کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔

آج بھی جب دنیا ظلم، عدمِ مساوات، طبقاتی نظام، نسلی امتیاز اور سیاسی استبداد کا شکار ہے تو نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہی مشن اُمّت کے سامنے ایک تازہ تقاضا بن کر کھڑا ہے کہ وہ عدل کو اپنے عمل، اِداروں، قانون اور رویّوں میں غالب کرے۔ یہی بعثتِ محمدی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سچّائی کا اقرار ہے اور یہی اس کا فطری تقاضا بھی ہے۔

غفلت زدہ قوموں کو بیدار کرنا

جب نبوّتِ محمدی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا سورج طلوع ہوا تو انسانیت ایک لمبی رات کی تاریکی میں سوئی ہوئی تھی۔ عَقل و فَہم سُست ہو چکے تھے، شعور پر تعصّب کی گرد جم چکی تھی، دل دنیا کے دھندلکوں میں منجمد ہو چکے تھے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ ایک ایسی سوئی ہوئی دنیا کو جگائیں جو حق کی صَدا سے غافل اور مقصدِ زندگی سے لاعلم ہو چکی تھی۔

قراٰن نے اس عالمگیر غفلت کو یوں بیان فرمایا: ﴿لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ(۶)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: تاکہ تم اس قوم کو ڈر سناؤ جس کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے تو وہ بے خبر ہیں۔[4]

یہ غفلت محض معلومات کی کمی کا نام نہیں تھی بلکہ یہ فکر اور رُوحانی بیداری کی موت تھی۔ صدیوں سے کوئی نبی نہ آیا تھا، آسمانی کتابیں بھلادی گئی تھیں اور انسانی معاشرے رسم و رواج، جاہ و مال اور خود ساختہ خداؤں کی پرستش میں مگن ہو چکے تھے۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مکّہ کے نیند میں ڈوبے ہوئے قریش کو پُکارا اور کہا: "قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا" کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نہ صرف توحید کا اعلان کیا، بلکہ لوگوں کو ان کے اصل مقام سے آگاہ کیا: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ﴾ ترجَمۂ کنزالعرفان: اے لوگو! اپنے رب کی عِبادت کرو۔[5]

یہ دعوت، ایک جھنجھوڑنے والا پیغام تھا، جو انسان کو خودی سے نکال کر خُدا کی بندگی میں لاتا ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نیند سے جگانے والے واعظ کی طرح دلوں کو جھنجھوڑا اور بار بار فرمایا: "اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ؟"، "اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ؟"، "اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ؟"۔

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت کا یہ پہلو اس قدر اَہم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ اَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور اُنہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے۔[6]

یعنی ایسی غفلت جو آخرت کو بھلادے، وہ سب سے خطرناک نیند ہے۔ اور رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس لیے بھیجا گیا کہ وہ اس قیامت سے پہلے دلوں کو بیدار کر دیں۔

یہی بعثت کا عظیم مقصد آج بھی تقاضا کرتا ہے کہ اُمّتِ مسلمہ غفلت میں ڈوبی دنیا کو عِلم، محبّت، فِکر، حکمت اور دَرْد سے بیدار کرے۔ آج کا انسان مال و لذت کی مستی میں غرق ہے، اسے وہی آواز درکار ہے جو حِرا کی غار سے گونجی تھی: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ(۱)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔[7]

اور آج بھی، یہی وحی، یہی پیغام اور یہی مقصد دنیا کی نَجات کا واحد راستہ ہے۔

مومنوں کو خوشخبری دینا، منکرین کو تنبیہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کو دو پہلوؤں کے ساتھ بھیجا: بشارت (خوشخبری) اور انذار (تنبیہ)۔ یہ دو پہلو نبوّت کی دعوت، رحمت اور عدل کے درمیان وہ عظیم توازن ہیں جو انسان کے دل کو اپنے رب کی طرف متوجّہ کرتے ہیں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت بھی اسی اَزلی سنّت کی روشنی میں ہوئی۔ آپ صلَّی اللہ

علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ تعالیٰ نے جہاں مومنین کے لیے بشیر یعنی جنّت، مغفِرت اور رضا کی خوشخبری سنانے والا بنایا، وہیں کفّار، مشرکین اور منافقین کے لیے نذیر یعنی برائیوں، عذاب اور قیامت کی ہولناکیوں سے خبر دار کرنے والا بنایا۔

قراٰنِ مجید بار بار آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ان دونوں اوصاف کا ذکر کرتا ہے: ﴿اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًاۙ(۸)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: بےشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا۔[8]

یہ تین اوصاف شاہد، مبشّر، نذیر درحقیقت بعثتِ محمدی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دعوتی حکمت کو مکمل کرتے ہیں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زبان پر وہ کلام جاری ہوا جو اہلِ ایمان کے لیے دل کی ٹھنڈک اور ناقدری کرنے والوں کے لیے دلوں پر چوٹ تھا۔

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زبان سے نکلا ہر وَعدہ، ہر آیت، ہر دُعا ایک خوشبو تھی جو مومنوں کے دلوں کو زندگی بخشتی تھی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت مومنین کے لیے اللہ کے وعدوں کا ظہور تھی: ﴿وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ان کے لیے باغ ہیں۔[9]

یہ خوشخبری صرف آخرت کی جنّت تک محدود نہیں تھی۔ دنیا میں بھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زبان سے اہلِ ایمان کو نصرت، اطمینان، معیتِ الٰہی اور رحمت کی بشارت ملتی رہی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا یعنی جو مجھ پر ایک بار دُرُود پڑھے، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔[10]

اسی طرح آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت ان لوگوں کے لیے تنبیہ بن گئی جنہوں نے حق سے اعراض کیا، وحی کا مذاق اُڑایا، یا دعوتِ توحید کو جھٹلایا۔ ان کے حق میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم "نذیر" بن کر آئے ڈرانے والے، سمجھانے والے اور خبر دار کرنے والے۔

﴿اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۠(۷)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: تم تو ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی۔[11]

منکرینِ حق کے لیے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قیامت کی ہولناکیوں، جہنّم کی سزا اور اللہ کے عذاب کا ذکر کیا۔

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ نذیری کو سورۂ مدثّر میں یوں فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُۙ(۱) قُمْ فَاَنْذِرْ۪ۙ(۲)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اے بالاپوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ۔[12]

اِنذار کا پہلو قیصر و کسریٰ، قریش، یہود و نصاریٰ اور تمام انسانوں کے لیے تھا تاکہ کوئی قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔

نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت اس حکمت کا کامل نمونہ تھی کہ خوشخبری اور تنبیہ دونوں ایک ساتھ پیش ہوں نہ ایسا ڈر کہ اُمّید ٹوٹ جائے، نہ ایسی اُمّید کہ گُناہ پر جری ہو جائیں۔ یہ توازن ہی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نبوّت کی حقانیّت کی دلیل ہے۔

﴿وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَۚ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوشی اور ڈر سناتے۔[13]

اُمّتِ محمدیہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو چاہیے کہ وہ بھی اپنے نبی کی طرح مومنین کے لیے بشارت کا سَرچشمہ اور منکرین کے لیے دعوت و انذار کی آواز بنے۔ ہمیں تبلیغ کے اس اُسلوب کو زندہ کرنا ہے جس میں نہ غصہ ہو، نہ طنز صرف محبّت، حکمت اور خیر خواہی ہو، کیونکہ ہم ایک مبشّر و نذیر نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیروکار ہیں۔

(جاری ہے)

---

(1) پ27، الحدید:25 (2) دیکھئے: بخاری، 2/468، حدیث:3475 (3) پ14، النحل: 90 (4) پ22، یٰسٓ: 6 (5) پ1، البقرۃ: 21 (6) پ24، مؤمن: 18 (7) پ30، العلق: 1 (8) پ26، الفتح:8 (9) پ1، البقرۃ:25 (10) مسلم، ص162، حدیث: 849 (11) پ13، الرعد: 7 (12) پ29، المدثر: 1، 2 (13) پ7، الانعام:48۔

پانچ کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو

(Consider five as spoils before five)

مولانا ابورجب محمد آصف عطّاری مدنی*

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهُ : اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ

حضرت عَمرو بن میمون اَوْدِی رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: پانچ کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو؛ جوانی کو بڑھاپے کے آنے سے پہلے، تندرستی کو بیمار ہونے سے پہلے، مالداری کو تنگدستی سے پہلے، فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت آنے سے پہلے۔(1)

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِغْتَنِمْ جس کا مطلب ہے کسی چیز کو غنیمت جاننا، یعنی اس سے فائدہ اٹھانا اور قدر کرنا۔ ان پانچ حالتوں میں انسان کے پاس عمل کا موقع ہوتا ہے اور جب یہ حالتیں بدل جاتی ہیں تو انسان کے پاس عمل کا وقت یا طاقت نہیں رہتی۔ یہ حدیث مبارکہ مختصر مگر انتہائی جامع نصیحت پر مشتمل ہے۔ اس میں انسان کی پوری زندگی کا نچوڑ بیان کیا گیا ہے۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پانچ ایسی نعمتوں کی طرف متوجہ فرمایا ہے جو بظاہر عام دکھائی دیتی ہیں لیکن حقیقت میں ان کا صحیح قدر دان بننا بہت کم لوگوں کے حصے میں آتا ہے۔

حضرت علامہ علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: "پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو"

1 **"جوانی کو بڑھاپے سے پہلے"** یعنی اپنی طاقت اور قوت کے زمانے میں عبادت کر لو، اس سے پہلے کہ بڑھاپے کی کمزوری تمہیں نیکی سے روک دے۔

ریاضت کے یہی دن ہیں، بڑھاپے میں کہاں ہمت
جو کچھ کرنا ہو اب کرلو، ابھی نوری جواں تم ہو

2 **"صحت کو بیماری سے پہلے"** یعنی چاہے بڑھاپے ہی میں کیوں نہ ہو!

3 **"مالداری کو تنگدستی سے پہلے"** یعنی جب تک مال موجود ہے، اس سے صدقہ خیرات اور نیکی کے کام کرو، اس سے پہلے کہ مال ختم ہو جائے اور تم کچھ کرنے کے قابل نہ رہو۔

4 **"فراغت کو مشغولیت سے پہلے"** اس کا بنیادی مفہوم اور معنٰی پہلے بیان ہو چکا ہے۔

5 **"زندگی کو موت سے پہلے"** یعنی جب تک زندگی باقی ہے، اگرچہ بڑھاپے اور غربت کی حالت میں ہی کیوں نہ ہو ان حالتوں میں بھی کم از کم اللہ کا ذکر تو کیا ہی جاسکتا ہے تو اسے بھی موت آنے اور عمل کا سلسلہ ختم ہو جانے سے پہلے غنیمت جانو۔(2)

اللہ تعالیٰ کا ہمیں یہ زندگی عطا فرمانا اور ایک مخصوص مدت گزرنے پر ہماری موت کا واقع ہو جانا بھی خالی از حکمت نہیں ہے۔ چنانچہ سورۂ مُلک میں ارشاد فرمایا: ﴿اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًاؕ﴾

* استاذ المدرّسین، مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ (یعنی آزمائش) ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔(3)

یہ پانچ نعمتیں: زندگی، صحت، فرصت، جوانی اور مالداری، انسان کے پاس امانت ہیں۔ ان کی حقیقت اور قدر اکثر لوگ اس وقت جان پاتے ہیں جب یہ ہاتھ سے نکل جاتی ہیں۔ دانشمند وہ ہے جو ان نعمتوں کو آخرت کی تیاری میں استعمال کرے، تاکہ کل پچھتاوا نہ ہو۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس میں جیسا بیج ڈالیں گے آخرت میں ویسا ہی پھل ملے گا۔

حضرت عبدُاللہ بن عمر بیان فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے شانے پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا: كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ فِي أَهْلِ الْقُبُورِ فَقَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ: إِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالْمَسَاءِ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالصَّبَاحِ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ قَبْلَ مَوْتِكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي يَا عَبْدَ اللهِ مَا اسْمُكَ غَدًا۔ یعنی دنیا میں اس طرح رہ گویا کہ تو اجنبی ہے یا راہ چلتا ہوا (مسافر) اور اپنے آپ کو (زندگی ہی میں) اہلِ قبور میں شامل کرلے اور حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے عبدُاللہ! جب تو صبح کرے تو اپنے دل میں شام تک زندہ رہنے کی امید نہ کر اور جب شام کرے تو صبح تک زندگی کی آس نہ رکھ۔ اپنی صحت میں اپنی بیماری کے لیے کچھ کرلے اور اپنی موت سے پہلے زندگی میں اس کی تیاری کرلے اے عبدُاللہ! تجھے کچھ خبر نہیں کل تیرا نام کیا ہوگا؟(4)

بعض دفعہ انسان فیملی کو یہ کہہ کر باہر جاتا ہے کہ میں کچھ دیر میں واپس آرہا ہوں۔ لیکن راستے میں وہ کسی ایکسیڈنٹ کا شکار ہو جاتا ہے کچھ دیر میں لوٹنے کی بجائے چند لمحات کے بعد اس کی میت گھر آجاتی ہے۔ سورۂ لقمٰن میں ہے: ﴿وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔(5)

جو زندگی میں عمل نہ کرے، موت کے بعد اس کے لیے کوئی راستہ باقی نہیں رہتا پھر انسان حسرت کرتا ہے کہ کاش! اسے واپس بھیج دیا جائے تاکہ نیک اعمال کرسکے، مگر یہ صرف حسرت ہی رہ جاتی ہے۔ قراٰنِ مجید میں ہے: ﴿حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ(۹۹) لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآىٕلُهَا ؕ وَ مِنْ وَّرَآىٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ(۱۰۰)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: یہاں تک کہ جب اُن میں کسی کو موت آئے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں ہِشت (ہرگز نہیں) یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے اور اُن کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے۔(6)

سورۃ المنٰفقون میں ہے: ﴿وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ(۱۰)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔(7)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت کی ڈھیروں بھلائیوں سے نوازے، ہماری عمریں، اوقات، صحت اور جوانی کو اپنے دین کی خدمت اور نیک اعمال میں صرف کرنے کی توفیق دے، ہمارے گھروں کو طاعت و نیکی کا گہوارہ بنائے اور ہمیں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نقشِ قدم پر چلنے والا بنائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) المستدرک، 5/435، حدیث: 7916 (2) مرقاۃ المفاتیح، 9/28، حدیث: 5174 (3) پ29، الملک: 2 (4) دیکھئے: بخاری، 4/223، حدیث: 6416، ترمذی، 4/149، حدیث: 2340 (5) پ21، لقمٰن: 34 (6) پ18، المؤمنون: 99، 100 (7) پ28، المنٰفقون: 10۔

Go To Index

انداز میرے حضور کے

آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سونے کا انداز

(قسط:01)

مولانا محمد ناصر جمال عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک کی بے شُمار نعمتوں میں سے ایک نعمت ”نیند“ بھی ہے، اِس نعمت کی بدولت ذہن کو آرام ملتا ہے اور جسم تھکن سے نَجات پاتا ہے۔ اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سونے کا انداز ہمیں بتاتا ہے کہ نیند جیسی نِعمت کی قدردانی کیسے کی جائے؟ اِس نعمت پر اللہ کریم کی حَمد و ثنا اور اس کا شکریہ کس انداز میں ادا کیا جائے؟ سونے سے پہلے یادِ خدا کا طریقہ کیسا ہو؟ وغیرہ وغیرہ۔

آیئے! اِس عزم کے ساتھ یہ اندازِ مصطفےٰ پڑھتے ہیں کہ ہم بھی اِس اندازِ مصطفےٰ کو اپنی زندگی کا حصّہ بنائیں گے۔

سونے سے پہلے صفائی کا اہتمام

نیند اُس بھاری بے ہوشی کا نام ہے جو دل پر حملہ آور ہو کر معرفتِ اشیا (یعنی چیزوں کو پہچاننے) کی صلاحیّت ختم کر دیتی ہے غالباً اِسی لئے نیند کو ”موت کا بھائی“ کہتے ہیں۔[1] اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نیند کی کیفیت میں جانے سے پہلے ہمیں قولاً و فعلاً صَفائی کا اہتمام کرنے کی تعلیم دی ہے:

سونے سے پہلے وُضو رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سونے سے پہلے وُضو فرماتے۔[2] حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت بَراء بن عازِب رضی اللہُ عنہ سے فرمایا: جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو نماز جیسا وُضو کرو۔[3] باوُضو سونے کی ترغیب دینے میں حکمت یہ ہے کہ خواب سچّا آئے، شیطان کے ڈرانے دھمکانے سے حِفاظت ہو اور اگر موت آجائے تو بندہ پاکیزگی کی حالت میں ہو۔[4]

سونے سے پہلے مِسواک اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا معمول تھا کہ رات میں کئی مرتبہ مِسواک فرماتے۔[5] آپ سونے سے پہلے مِسواک اپنے قریب ہی رکھتے، جب بھی آنکھ کھلتی پہلے مِسواک فرماتے۔[6] سُو کر اُٹھنے کے بعد مِسواک کرنا مستحب ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ سونے کی حالت میں معدے سے گیس منہ کی طرف آتی ہے جس سے منہ میں بدبو اور ذائقے میں تبدیلی ہو جاتی ہے، مِسواک کرنے سے یہ دونوں مسئلے حل ہو جاتے ہیں۔[7]

سونے سے پہلے تلاوت و تسبیحات کا اہتمام

قُراٰنِ کریم ہمیں بتاتا ہے کہ ”اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔“[8] اور یادِ الٰہی کا بہترین ذریعہ تلاوتِ قراٰن ہے، رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے ارشادات اور عمل کے ذریعے سونے سے پہلے تلاوتِ قراٰن کی تلقین فرمائی ہے، آیئے! اندازِ مصطفےٰ کا یہ پہلو بھی ملاحظہ کرتے ہیں:

* مرکز خدمۃ الحدیث و علومہ (Hadith Research Center)

تینوں قُل پڑھنے کا اہتمام اُمُّ المؤمنین حضرتِ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہر رات جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر کے اُن میں پھونکتے اور ان میں: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿۱﴾﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾﴾ پڑھتے پھر جسم کے جس حصّے تک ہو سکتا وہ ہاتھ پھیرتے، اپنے سَر مبارک اور چہرے کے سامنے والے حصّے سے شُروع کرتے (اور جسم کے پچھلے حصّے پر ختم کرتے)[9] یہ عمل آپ تین بار کیا کرتے تھے۔[10]

جو یہ عمل کرنا چاہے وہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پھیلا کر تینوں ”قُل“ ایک ایک بار پڑھ کر ان پر دَم کر کے سَر اور چہرہ اور سینے اور آگے پیچھے جہاں تک ہاتھ پہنچیں سارے بدن پر پھیر لے، پھر دوسری اور تیسری مرتبہ اسی طرح کرے، یہ عمل کرنے والا ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔[11]

سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ زمر پڑھنے کا اہتمام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ زُمَر کی تلاوت کیے بغیر نہیں سوتے تھے۔[12] نیز رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سونے سے پہلے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات، آیتُ الکرسی اور سورۂ کافرون پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔[13]

سونے سے پہلے دُعا کا اہتمام

ربِّ کریم نے حدیثِ قدسی میں دُعا مانگنے والوں کو حوصلہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا دَعَانِیْ یعنی اور میں اُس کے ساتھ ہوں جب مجھ سے دُعا کرے۔[14]

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو مصیبتیں نازل ہو چکیں اور جو نازل نہیں ہوئیں اُن سب میں دعا سے فائدہ ہوتا ہے، تو اے اللہ کے بندو! دُعا کو خود پر لازم کرلو۔[15] ایک موقع پر فرمایا: رات دن اللہ پاک سے دُعا مانگتے رہو کہ دُعا مومن کا ہتھیار ہے۔[16] دعا کی اتنی تاکید فرمانے والے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا سونے سے پہلے اندازِ دعا یہ رہا:

1 مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بستر پر لیٹتے تو فرماتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَاْثَمَ، اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ، وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ، سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ یعنی اے اللہ! میں ہر اُس چیز کے شر سے تیری کرم نواز ذات اور تیرے کامل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں جس کی چوٹی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے، اے اللہ! تو ہی قرضہ اور گُناہ ختم کرنے والا ہے، اے اللہ! تیرے لشکر کو ہرایا نہیں جاسکتا، تیرا وعدہ توڑا نہیں جاسکتا، تیری بارگاہ میں مال دار کو مال داری فائدہ نہیں دیتی، تیری ذات پاک ہے اور تعریف تیرے لئے ہے۔[17]

2 حضرت حُذیفہ بن یَمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جس وقت سونے لگتے تو یہ پڑھتے: اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا یعنی اے اللہ! تیرے ہی نام سے مرتا (سوتا) اور زندہ ہوتا (جاگتا) ہوں۔[18] نیند حرکت و ادراک کی صلاحیت ختم کر دیتی ہے اور جاگنے کے بعد حرکت و ادراک کی صلاحیت لوٹ آتی ہے اِس لیے حدیث میں نیند کو موت سے اور جاگنے کو زندگی سے تعبیر کیا گیا ہے۔[19]

(بقیہ اگلے ماہ کے شمارے میں)

---

(1) المواهب اللدنیه علی الشمائل المحمدیه، ص430 (2) مواهب لدنیه، 2/185 (3) بخاری، 1/104، حدیث: 247 (4) شرح مسلم للنووی، جز 17، 9/32 (5) بخاری، 1/104، حدیث: 245، الطب النبوی لابی نعیم، 1/391 (6) شرح الزرقانی علی المواهب، 6/391 (7) عمدة القاری، 2/693 ماخوذاً (8) پ13، الرعد: 28 (9) عمدة القاری، 13/559 (10) بخاری، 3/407، حدیث: 5017 (11) الوظیفۃ الکریمہ، ص33 (12) ترمذی، 5/259، حدیث: 3416 (13) بخاری، 3/405، حدیث: 5009، 2/82، حدیث: 2311-ابوداؤد، 4/407، حدیث: 5055 (14) مسلم، ص1107، حدیث: 2675 (15) ترمذی، 5/321، حدیث: 3559 (16) مسند ابو یعلیٰ، 2/201، حدیث: 1806 (17) ابو داؤد، 4/406، حدیث: 5052 (18) بخاری، 4/196، حدیث: 6324، الشمائل المحمدیہ، ص157 واللفظ له (19) المواهب اللدنیه علی الشمائل المحمدیه، ص433۔

مَدَنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کیے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 7 سوالات و جوابات کافی ترمیم کے ساتھ یہاں درج کیے جا رہے ہیں۔

1 کیا چھوٹے بچوں سے پَریاں کھیلتی ہیں؟

سوال: چھوٹے بچے سوتے ہوئے بسا اوقات ہنستے ہیں اس بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ پَریوں کو دیکھ کر ہنس رہے ہوتے ہیں، آپ اِس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: بچے نیند میں واقعی کبھی کبھی ہنستے ہیں لیکن یہ کہنا کہ ان کے ساتھ پَریاں کھیلتی ہیں عوامی خیال ہے۔ یہ صِرف ایک قدرتی بات ہے اس میں پَریوں کا کوئی دَخْل نہیں ہے۔ میں نے اس بارے میں کسی جگہ نہیں پڑھا اور نہ عُلَما سے کچھ سنا۔ (مدنی مذاکرہ، 9 محرم الحرام 1441ھ)

2 اگر خطبہ نہ سُنا تو کیا جُمعہ ہو جائے گا؟

سوال: نمازِ جُمعہ کا خطبہ سُنّت ہے وہ تقریر والا ہے یا عَرَبی والا؟ نیز جو خطبہ نہ سُن پائے اُس کا جُمعہ ہو جاتا ہے؟

جواب: جمعہ کے لیے خطبہ شرط ہے اور اس کے مسائل کی تفصیلات ہیں، اس کا عَرَبی میں ہونا سُنّتِ مُتوارِثہ ہے۔ عَرَبی کی جگہ کسی اور زبان میں خطبہ دینے سے سُنّت ترک ہوگی۔ اگر کوئی شخص عَرَبی والا خطبہ نہ سُن سکا ہو لیکن جمعہ کی جماعت میں شریک ہو گیا ہو تو اُس کا جمعہ ہو جائے گا۔ البتہ پہلی اذان سُنتے ہی جُمعہ کی نَماز کے لیے تیّاری شروع کر دینا واجب ہے۔ (دیکھئے: بہارِ شریعت، 1/ 769، 774، 775- مدنی مذاکرہ، 27 صفر المظفر 1441ھ)

3 عمارت کی بنیادوں میں بکرے کا خُون ڈالنا کیسا؟

سوال: اگر کوئی شخص نئی عمارت بنوا رہا ہو تو کیا اس میں بکرے کا خون ڈالنا ضروری ہے؟

جواب: یہ غلط کام ہے۔ بعض لوگ بکرے وغیرہ کاٹ کر اس کا خون نئی عمارت کی بنیادوں کو معاذ اللہ اس لیے پلاتے ہیں کہ یہ بعد میں بندوں کا خون نہ پئے! یہ غلط کام ہے، البتہ بکرا کاٹیں اور اس کا گوشت تقسیم کرنا چاہیں تو کر دیجئے کہ یہ ایک اچّھا کام ہے لیکن اس میں بھی یہ تصور مت رکھئے کہ اگر گوشت نہیں بانٹوں گا تو یہ عمارت بندوں کا گوشت کھائے گی! (مدنی مذاکرہ، 1 رجب المرجب 1441ھ)

4 کیا اِسی صَدی میں قیامت آئے گی؟

سوال: یہ پندرہویں صدی چل رہی ہے اور لوگ کہتے

Go To Index

ہیں کہ اِس صَدی کے پورے ہونے سے پہلے قیامت آجائے گی، کیا یہ بات دُرُست ہے؟

جواب: ایسا کہنا دُرُست نہیں۔ کہ اَحادیثِ مُبارکہ میں قیامت کی کئی نشانیاں بیان کی گئی ہیں جن میں سے کچھ نشانیاں پوری ہوئی ہیں اور کئی نشانیاں ابھی باقی ہیں۔

پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کسی شخص نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ اِرشاد فرمایا: تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی؟ عرض کیا کہ مجھے اللہ اور اس کے رَسُول سے محبت ہے۔ اِرشاد فرمایا: جو جس سے محبت کرے گا اسی کے ساتھ اس کا حشر ہو گا۔ حضرتِ انس رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اِس اِرشاد "جو جس سے محبت کرے گا اسی کے ساتھ اس کا حشر ہو گا" سے ہمیں ایسی خوشی نصیب ہوئی جیسی پہلے کبھی نہ ملی تھی۔ (دیکھئے: بخاری، 2/527، حدیث:3688) چونکہ سب کے سب صحابۂ کِرام رضی اللہُ عنہم حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت کرتے تھے تو اس فرمان کے مُطابق سب رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ قیامت کے دِن اُٹھیں گے۔ بس یہ سوچ سوچ کر ان کی خوشی دیدنی تھی۔ کاش! ہمارے ساتھ بھی ایسا ہو اور ہمیں بھی پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ایسی محبت ہو جائے کہ بس قیامت میں رَحمت کی نظر ہم پر بھی پڑ جائے۔ (مدنی مذاکرہ، 8 محرم الحرام 1440ھ)

5 زَم زَم ملا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا کیسا؟

سوال: اگر ایک جگ میں زم زم شریف کے چند قطرے ڈال دیئے جائیں تو کیا اس پانی کو کھڑے ہو کر پی سکتے ہیں؟

جواب: آبِ زَم زَم کی کیا بات ہے، اگر اس کا ایک قطرہ پانی کے کُولر میں ڈال دیا جائے تو اس کا پانی بابرکت ہو جائے گا، لیکن ایسے پانی کو کھڑے ہو کر اسی صورت میں پئیں گے جب آبِ زم زم زیادہ اور دوسرا پانی کم ہو، ورنہ بیٹھ کر پئیں گے۔ (مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ تراویح، 18 رمضان المبارک 1441ھ)

6 "مَاشَآءَ اللہ" وغیرہ کا مطلب

سوال: "اَلْحَمْدُ لِلّٰه، مَاشَآءَ اللہ، اِنْ شَآءَ اللہ" ان کا لفظی مطلب کیا ہے؟

جواب: اَلْحَمْدُ لِلّٰه کا مطلب ہے "تمام خوبیاں اللہ کے لئے ہیں"، مَاشَآءَ اللہ کا مطلب ہے "جو اللہ چاہے" اور اِنْ شَآءَ اللہ کا مَطلب ہے "اگر اللہ نے چاہا۔"

(مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ تراویح، 23 رمضان المبارک 1441ھ)

7 کیا زوال کا وقت رات میں بھی ہوتا ہے؟

سوال: کیا رات کے 12 بجے بھی زَوال کا وقت ہوتا ہے؟

جواب: جی نہیں! زَوال دِن میں دوپہر کے وقت ہوتا ہے، اِس کا حساب سورج کے ڈھلنے پر ہوتا ہے اِسی وجہ سے زَوال کا وقت تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ دِن کے 12 بجے ہی زَوال ہو ایسا نہیں۔

(مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ عصر، 27 رمضان المبارک 1441ھ)

رمضان المبارک 1441ھ کو ہونے والے مدنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ جس میں آپ پڑھ سکیں گے:

- کفن پر کلمہ لکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟
- داڑھی سے کھیلنا کیسا؟
- پیسوں کی تھیلیوں سے خون نکلا!

اور اس کے علاوہ بہت کچھ!!

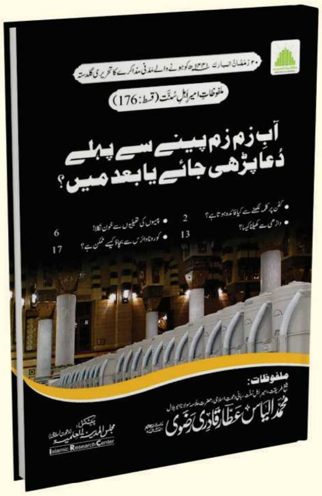

دارُالافتاء اہلسنّت

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی*

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے تین منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کیے جارہے ہیں۔

1 مرغ کے خون سے لکھے تعویذ کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرغ کے خون سے لکھا ہوا تعویذ اگر گلے میں پہنا ہو ایسی صورت میں نماز ہوجائے گی یا نہیں؟ تعویذ لکھنے میں اتنی مقدار خون استعمال ہوجاتا ہے، جو بہنے کی مقدار ہو کیا اس تعویذ کو کپڑے یا بدن پہ لگی نجاست کی طرح ناپاک تصور کیا جائے گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اول تو یہ یاد رہے کہ خون کے ساتھ تعویذ لکھنا ناجائز و گناہ ہے لہٰذا اس سے احتراز کیا جائے اور اس کی بجائے مشک کے ساتھ لکھ لیا جائے کہ اس کی اصل بھی خون ہی ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: یونہی دفع صرع وغیرہ کے تعویذ کہ مرغ کے خون سے لکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے اس کے عوض مشک سے لکھیں کہ وہ بھی اصل میں خون ہے۔

(فتاوی رضویہ، 24/196)

صورت مسئولہ کا حکم:

اور جہاں تک بہنے کی مقدار والے خون کے ساتھ لکھے گئے تعویذ کو پہن کر نماز پڑھنے کا حکم ہے تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ

(الف) اگر یہ خون درہم کی مقدار سے زائد ہو تو ایسی صورت میں اسے پہن کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی اور قصداً اسے پہن کر نماز پڑھنا ناجائز و گناہ بھی ہے۔

(ب) اور اگر درہم کی مقدار برابر ہو تو ایسی صورت میں اسے پہن کر نماز مکروہِ تحریمی، اور واجب الاعادہ ہوگی۔ اور قصداً اسے پہن کر نماز پڑھنا ناجائز و گناہ بھی ہے۔

(ج) اور اگر درہم سے کم مقدار ہو تو اسے پہن کر نماز پڑھی تو نماز ہوجائے گی لیکن اس کا اعادہ بہتر ہے اور قصداً اسے پہن کر نماز پڑھنا خلافِ سنت و مکروہ ہے۔

درہم کی مقدار کی وضاحت:

بہتا خون نجاست غلیظہ ہے۔ نہایہ شرح ہدایہ میں ہے "والدم السائل نجس نجاسة غليظة" ترجمہ: بہتا خون نجاستِ غلیظہ ہے۔ (النہایۃ فی شرح الہدایۃ، 1/55)

اور اس کی دو قسمیں ہیں: پتلا خون اور گاڑھا خون، اور نجاستِ غلیظہ میں پتلی اور گاڑھی نجاست کی درہم کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے پتلے اور گاڑھے خون کی مقدار بھی مختلف ہوگی، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(الف) پتلا خون: اگر خون پتلا ہے (یعنی سوکھ جانے کے

* شیخ الحدیث و مفتی
دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

بعد کاغذ وغیرہ پر اس کا ابھرا ہوا جسم محسوس نہیں ہوتا) تو اس میں درہم کی مقدار سے مراد پوری ہتھیلی کے پھیلاؤ برابر ہونا ہے یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی نہ رک سکے، اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے اتنا بڑا درہم سمجھا جائے۔

پس پتلا خون اگر ہتھیلی کے اس پھیلاؤ کے برابر ہے تو وہ درہم کے برابر، اس سے زیادہ ہے تو درہم سے زائد اور اس سے کم ہے تو درہم سے کم شمار ہوگا۔

(ب) گاڑھا خون: اگر خون گاڑھا ہے (یعنی سوکھ جانے کے بعد کاغذ وغیرہ پر اس کا ابھرا ہوا جسم محسوس ہوتا ہے) تو اس میں درہم کی مقدار سے مراد ساڑھے چار ماشے وزن ہونا ہے۔

پس گاڑھا خون اگر ساڑھے چار ماشے وزن کا ہو تو وہ درہم کے برابر اور اگر اس سے زائد ہو تو درہم سے زائد اور اگر کم ہو تو درہم سے کم شمار ہوگا۔

نوٹ: اس تفصیل کے مطابق دیکھ لیا جائے کہ جس خون سے تعویذ بنایا گیا، وہ پتلا ہے یا گاڑھا، جیسا ہو، اس کا حکم اوپر مذکور تفصیل کے مطابق دیکھ لیا جائے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 کینگرو کھانا حلال ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کینگرو (Kangaroo) حلال ہے یا نہیں؟ شرعی رہنمائی فرمائیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

کینگرو (Kangaroo) شرعاً حلال جانور ہے؛ کیونکہ شرعی طور پر وہ جانور حرام ہوتے ہیں جو نوکیلے دانتوں سے شکار کرتے ہوں، جبکہ کینگرو ایسا جانور نہیں بلکہ ایک سبزی خور (Herbivore) جانور ہے جو کہ صرف گھاس پھونس اور درختوں کے پتے وغیرہ کھاتا ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 تین چکروں میں اضطباع کو ترک کرنے کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ میں نے عمرے کا طواف کرتے ہوئے شروع کے تین چکروں میں داہنا کندھا کھلا رکھا بقیہ چار میں بغیر کسی عذر کے ڈھک لیا تو کیا ایسا کرنا درست تھا؟ اگر نہیں تو کیا اس صورت میں دم یا صدقہ وغیرہ لازم ہوں گے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

شرعی اصول:

شرعی اصول یہ ہے کہ جس طواف کے بعد سعی ہو اس کے تمام چکروں میں اضطباع سنت ہے، لہٰذا اگر کوئی طواف کے تمام یا بعض پھیروں میں بغیر کسی عذر کے اسے ترک کرے تو خلاف سنت و اساءت کا مرتکب ہے یعنی مستحق ملامت ہے، اگر عذر ہو تو اب اساءت نہیں، البتہ ان دونوں صورتوں (یعنی عذراً یا بلا عذر اضطباع ترک کرنے) کی وجہ سے دم یا صدقہ لازم نہیں ہوگا۔

مذکورہ اصول کی روشنی میں صورتِ مسئولہ کا جواب:

مذکورہ اصول کی روشنی میں آپ کا بلا عذر چار چکروں میں اضطباع کو ترک کرنا خلافِ سنت و برا عمل تھا، البتہ اس کی وجہ سے کوئی دم یا صدقہ لازم نہیں ہوگا۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

Go To Index

امیر اہل سنت کا تحریری پیغام

ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی خطرناک ہے!

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ

موٹر سائیکل سب سے خطرناک سواری مانی جاتی ہے، اس کے روزانہ کئی حادِثے ہوتے ہیں۔ بعض ملکوں میں تو اس کی پذیرائی ہی نہیں ہے، وہاں سڑکوں پر اسکوٹر بہت کم نظر آتے ہیں یا مخصوص استعمال کے لیے ہوتے ہیں، جیسے ہوٹل والے کھانا سپلائی کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں تو یہ عام ہے، بچہ بچہ موٹر سائیکل لیے گھومتا ہے۔ اس کی وجہ سے ایک طرف تو سوار کی جان خطرے میں رہتی ہے اور دوسری طرف جب حادثہ ہوتا ہے تو دیگر لوگوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اسے چلانا ناجائز ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ ایک خطرناک سواری ہے۔ اسے چلانے والا ماہر ہونا چاہیے۔ پاکستان میں اس کا لائسنس جاری کیا جاتا ہے، لہٰذا لائسنس اور مکمل کاغذات کے بغیر موٹر سائیکل نہیں چلانی چاہیے۔ چلانے والے کو ٹریفک کے قوانین کی معلومات بھی ہونی چاہیے کہ لال بتی، پیلی بتی اور ہری بتی کا کیا مطلب ہے، کہاں رفتار کم کرنی ہے اور کہاں بڑھانی ہے وغیرہ۔ جب چلانے والے کو یہ سب معلومات ہوں اور چلانے میں بھی ماہر ہو تب ہی لائسنس ملنا چاہیے۔ لیکن ہمارے ہاں بعضوں کو گھر بیٹھے ہی لائسنس مل جاتا ہے، **"پیسا پھینک تماشا دیکھ"**۔ جب کوئی اس طرح سے لائسنس لے گا کہ اسے کچھ آتا ہی نہیں، تو وہ حادثے نہیں کرے گا تو اور کیا کرے گا؟

اکثر بائیک سوار ہیلمٹ نہیں پہنتے، اگر پہنتے بھی ہیں تو محض پولیس اور چالان کے ڈر سے۔ ٹریفک پولیس اگر شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ہیلمٹ کے قانون پر سختی کرے تو اس کے حق میں میرا پہلا ووٹ ہوگا کہ کسی کو نہ چھوڑا جائے۔ میرے بیٹے کو بھی اگر بغیر ہیلمٹ کے موٹر سائیکل چلاتے ہوئے پکڑیں تو بے شک اسے بھی اندر کر دیں (یعنی گرفتار کرلیں)۔ ہیلمٹ سے بائیک سوار کی اپنی حفاظت رہتی ہے کیونکہ حادثے کی صورت میں عموماً چوٹ سر پر آتی ہے اور ہیلمٹ کے ذریعے بڑی حد تک بچت ہو جاتی ہے۔ لیکن ہیلمٹ ایسا نہ ہو کہ تیز ہوا میں اڑ جائے یا اتنا کمزور ہو کہ گرنے سے ٹوٹ جائے۔ بہتر ہے کہ مضبوط

اور اچھی کمپنی کا ہیلمٹ خرید ا جائے، اگر ناقص کو الٹی کا ہو گا تو ٹوٹ کر سر میں چبھ کر زخمی کر سکتا ہے۔ حادثے میں جن بائیک سواروں کے سر میں چوٹ لگتی ہے وہ بیچارے بسا اوقات کئی دن تک بے ہوش پڑے رہتے ہیں۔ کوئی ہوش میں آتا ہے اور کوئی دنیا ہی سے چلا جاتا ہے۔ یاد رہے! ہیلمٹ صرف سر پر رکھ لینا کافی نہیں ہوتا اس کو صحیح طریقے سے باندھنا بھی ضَروری ہے۔ یاد رکھئے! ٹریفک کے تقریباً قوانین ہمارے ہی فائدے کے لیے ہیں۔ ہم نے پہلے بھی ہیلمٹ پہننے کی مہم چلائی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عمامہ سنت ہے، تو پھر ہیلمٹ کیسے پہنیں؟ تو عرض یہ ہے کہ موٹر سائیکل کے علاوہ آپ سارا دن عمامہ پہن کر گھومتے رہیں، لیکن موٹر سائیکل سے گرنے کی صورت میں عمامہ چوٹ سے نہیں بچا سکتا۔ ویسے بھی کئی مواقع پر آپ عمامہ اتارتے ہی ہیں۔ بہر حال موٹر سائیکل سوار ہیلمٹ لازمی پہنیں۔

ون وے کی خلاف ورزی سے روکنے کے لیے اب ٹریفک والوں نے مجبوراً بعض سڑکوں پر کیل نما کانٹے بھی لگا دیئے ہیں کہ جو مخالف سمت سے آئے گا اس کا ٹائر پھٹ جائے گا۔ قانون کو کیوں ایسے سخت اقدامات کرنے پر مجبور کرتے ہیں؟ قانون کے آگے خود ہی مجبور ہو جائیے، اس میں فائدہ بھی آپ ہی کا ہے۔ بائیک میں چین کور بھی لازمی لگوائیے ورنہ اس سے بھی حادثات ہوتے ہیں۔ بعض اوقات بُرقع یا چادر پھنس جاتی ہے اور گرنے سے چوٹ لگتی اور کبھی جان بھی چلی جاتی ہے۔ میں خود بہت عرصہ پہلے کسی کے ساتھ بائیک پر جا رہا تھا کہ چین میں چادر پھنس گئی اور پھٹ گئی، اس موقع پر میرے الٹے پاؤں میں فریکچر ہو گیا تھا۔ اسی طرح موٹر سائیکل کی ہیڈ لائٹ اور بیک لائٹ بھی درست رکھئے، ورنہ اندھیرے میں پیچھے آنے والا ٹکرا سکتا ہے۔ کار میں بھی اگر ایک طرف کی لائٹ جل رہی ہو تو یہ بھی حادثے کا سبب بن سکتی ہے۔ گاڑی کے بریکس اگر درست نہ ہوں تو ظاہر ہے جہاں روکنی ہو وہاں نہ رُک سکنا خطرناک۔ بعض ڈرائیور نیند پوری نہیں کرتے اور غنودگی میں گاڑی چلا رہے ہوتے ہیں اور کبھی کہیں ٹکرا دیتے ہیں اور اپنی اور دوسروں کی جان کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ سیٹ بیلٹ باندھنا ڈرائیور اور پسینجر سبھی کے لئے مفید ہوتا ہے کہ اگر گاڑی کو جھٹکا لگا یا حادثہ ہوا تو سر آگے نہیں ٹکرائے گا اور بچت ہو جائے گی۔

بعض لوگ بائیک چلاتے وقت موبائل فون استعمال کرتے ہیں۔ جب انہیں منع کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں: "یار! کچھ نہیں ہوتا"۔ لیکن جو اسپتال میں سر زخمی کروا کر پڑا ہو وہ بھی شاید یہی کہتا ہو گا کہ "کچھ نہیں ہوتا" مگر اب.....؟ ہمارے ہاں سڑکیں خراب ہیں، کوئی اسپیڈ بریکر یا گڑھا آجائے اور موبائل ہاتھ سے چھوٹ جائے تو اسے سنبھالنے کی کوشش میں سوار خود بھی گر سکتا ہے۔ بعض موٹر سائیکل والے دوسرے سے آگے نکلنے کے لیے رف ڈرائیونگ کرتے ہیں اور حادثے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس سے دوسری گاڑیوں کو بھی نقصان ہوتا ہے۔ بسوں والے بھی یہی حرکت کرتے ہیں اور بعض اوقات بسیں آپس میں ٹکرا جاتی ہیں جس کی وجہ سے کئی لوگ زخمی ہوتے ہیں اور بعض تو فوت بھی ہو جاتے ہیں۔ جن ممالک میں قانون سخت ہے، وہاں بھی قانون توڑنے والے موقع ملتے ہی توڑ دیتے ہیں۔ گُجراتی کہاوت ہے جس کا اردو میں ترجمہ یہ ہے: "کوے ہر جگہ کالے ہوتے ہیں"۔ جس نے قانون توڑنا ہے وہ وہاں بھی توڑے گا۔ بہر حال ٹریفک کے قوانین پر عمل کیجئے اور اپنی زندگی محفوظ بنائیے۔

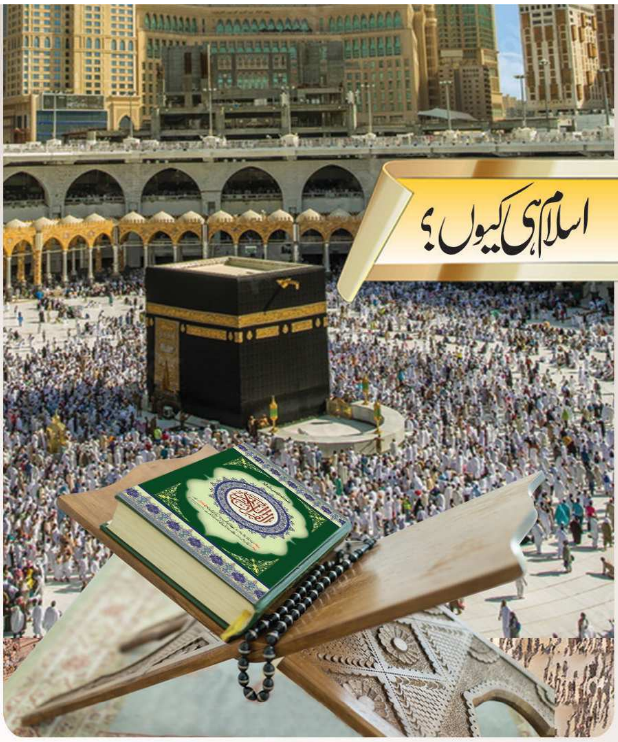

اسلام ہی کیوں؟

اسلام کی نظریاتی تعلیمات

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

اسلام اپنے ماننے والوں کی اُن کاموں کے بارے میں بھرپور رہنمائی فرماتا ہے کہ جن کا تعلّق عمل کے ساتھ ہے اس سے کہیں بڑھ کر اسلام نے نظریاتی تعلیمات پر زور دیا ہے اس لیے کہ عقیدہ اَساس اور بُنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ عقیدے کی اہمیّت کو یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ جس طرح بغیر بیج کے فصل نہیں اُگتی، بغیر جڑ کے پودا تناور درخت نہیں بن سکتا، بغیر اَساس و بُنیاد کے عمارت قائم نہیں رہ سکتی اسی طرح عقیدہ و ایمان کی اصلاح کے بغیر اعمالِ صالحہ کی عمارت قائم نہیں رہ سکتی، اچھّے اور نیک عمل کا "پھول" درست ایمان و عقیدے کے بغیر کبھی بھی پھل بن کر آخرت میں فائدہ نہیں دے سکتا۔ اس لیے اسلام سب سے پہلے ایمان کا حکم دیتا ہے تاکہ اللہ کریم، اس کے پیارے رسول اور جو کچھ آپ لے کر تشریف لائے اسے سچّے دل سے مان کر زبان سے اقرار کرے تاکہ ایمان کا بیج اس کے اعمال کی فصل کو برباد ہونے سے بچائے اور اس کی محنت رائیگاں نہ جائے۔ قراٰنِ پاک میں اس حقیقت کو بہت سے مقامات پر بیان کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ کریم پر ایمان نہ لانے والے لوگوں کے اعمال کو کہیں راکھ کی طرح، کہیں باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرّوں کی طرح تو کہیں سَراب (ویرانے میں دھوپ کے وقت پانی کی طرح چمکنے والی ریت) کہا گیا ہے کہ جسے پیاسا پانی سمجھتا ہے لیکن کبھی بھی اس سَراب سے اپنی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسلام کے بنیادی اور اساسی عقائد یوں بیان فرمائے ہیں: اَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهٖ، وَكُتُبِهٖ، وَرُسُلِهٖ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ یعنی ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پاک، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قِیامت کے دن پر ایمان لاؤ اور اچّھی، بُری تقدیر کو مانو۔[1]

اللہ پر ایمان اسلام کے بنیادی عقائد میں سب سے پہلے اللہ پاک پر ایمان لانا ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ عقیدہ دیا ہے کہ اللہ ایک ہے۔ یاد رہے اللہ پاک گنتی اور ہندسے والا ایک نہیں ہے بلکہ وہ واحدِ حقیقی ہے جس کا مطلب واحد و یکتا اور تنہا ہے۔ وہ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ ہی کسی کا بیٹا۔ نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی رشتہ دار، وہ قبیلے و خاندان سے پاک اور سب سے بے نیاز ہے، ساری مخلوق کو اسی نے پیدا کیا ہے، سب اسی کے محتاج ہیں، وہ سارے عالَم کا پاک پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا، وہی تمام جہان کا بنانے والا ہے۔ انسان، جنّات، فرشتے، نباتات، آسمان، زمین، چاند، تارے، جاندار و بے جان سارے کے سارے اُسی ایک "اللہ" نے پیدا کیے ہیں۔ اللہ کریم ہر عیب و نَقص اور بُرائی سے پاک ہے۔ وہ ظاہر اور چُھپی ہر چیز کو جانتا ہے، کوئی بھی چیز اُس کے عِلم سے باہر نہیں۔ جیسے اس کی ذات ہمیشہ سے ہے اِسی طرح اُس کی تمام صفات بھی ہمیشہ سے ہیں۔

فرشتوں پر ایمان فرشتے اللہ پاک کی ایسی مخلوق ہیں کہ جو مذکر و مؤنث ہونے سے پاک ہیں۔ فرشتوں پر ایمان لانا لازمی ہے۔ ان کی تعداد کتنی ہے یہ اللہ کریم ہی بہتر جانتا ہے۔ آسمانوں میں چار اُنگل جگہ بھی ایسی نہیں ہے کہ جہاں فرشتوں نے سجدے میں پیشانی نہ رکھی ہو۔[2] فرشتے نُور سے پیدا کئے گئے ہیں جیسا کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ یعنی فرشتوں کو نُور سے پیدا کیا گیا ہے۔[3] فرشتے نہ تو کچھ کھاتے ہیں اور نہ ہی پیتے ہیں۔ ان کے دو دو، تین تین اور چار چار پَر ہیں۔[4]

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کر کے پیش کیا گیا ہے۔

اللہ پاک نے انہیں یہ طاقت بھی عطا فرمائی ہے کہ یہ جو شکل چاہیں اختیار کرلیں۔ فرشتے ہر قسم کے گُناہوں سے پاک ہیں۔ جو حکمِ الٰہی ہو فرشتے وہی کرتے ہیں۔ اللہ کریم کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ مختلف فرشتے مختلف کاموں پر مقرّر کئے گئے ہیں جیسے کچھ نامۂ اعمال لکھنے پر مقرر ہیں انہیں "کراماً کاتبین" کہتے ہیں۔ آٹھ فرشتے ایسے ہیں جو بروزِ قیامت عرش اُٹھائیں گے۔ انیس فرشتے ایسے ہیں جو دوزخ پر مقرّر ہیں۔ کچھ فرشتے مُردوں سے سوالات کرنے پر بھی مقرّر ہیں۔ فرشتوں کے وُجود کا انکار قراٰنِ پاک کی کثیر آیات کا انکار ہے اور ایسا کرنے والا آدمی مسلمان نہیں رہتا۔

کتابوں پر ایمان اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کریم نے اپنے رسولوں پر جو کتابیں اُتاری ہیں وہ سب حق ہیں۔[5] جس طرح قراٰنِ پاک پر ایمان لانا ہر مُکلَّف (عاقِل، بالغ، مسلمان) پر فَرْض ہے اسی طرح اُن کتابوں پر اِیمان لانا بھی ضروری ہے جو اللہ کریم نے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پہلے نبیوں پر نازِل فرمائیں، البتہ اُن کے جو اَحکام ہماری شریعت میں مَنْسُوخ ہوگئے اُن پر عمل دُرُست نہیں مگر اِیمان ضروری ہے مثلاً پچھلی شریعتوں میں بیتُ الْمقدس قِبْلَہ تھا، اس پر ایمان لانا تو ہمارے لئے ضَروری ہے مگر عمل یعنی نَماز میں بیتُ الْمقدس کی طرف منہ کرنا جائز نہیں، یہ حکم مَنْسُوخ ہوچکا۔[6]

رسولوں پر ایمان اس کا مطلب یہ ہے کہ رسولوں نے جو خبریں اللہ پاک کے بارے میں دی ہیں ان تمام خبروں اور تمام باتوں کو حق مانا جائے۔[7] اللہ کریم کے دربار میں اَنبیاء علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام کی بہت عزّت اور بڑا مقام ہے۔ وہ اللہ کریم کے پیارے اور اس کے محبوب ہوتے ہیں، ان پر وحی نازل ہوتی ہے انہیں طرح طرح کے کمالات و معجزات عطا کئے جاتے ہیں ساری مخلوق میں سب سے افضل رُتبہ اَنبیائے کرام ہی کا ہوتا ہے حتّٰی کہ نبی فرشتوں سے بھی افضل ہوتے ہیں۔ اَنبیاء علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام تمام مخلوق سے افضل ہیں، ان کی تعظیم و توقیر یعنی عزّت و احترام فرض اور ان کی اَدنیٰ توہین و گستاخی یا تکذیب یعنی انہیں جھٹلانا کفر ہے۔ آدمی جب تک ان سب اَنبیاء علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام کو نہ مانے مومن نہیں ہو سکتا۔ شیطان اللہ کریم کے پیارے نبی آدم علیہ السّلام کی بے اَدبی اور گستاخی کرنے ہی کی وجہ سے لعنتی قرار دیا گیا۔

آخرت پر ایمان توحید کے بعد دوسری صفت جو ہر زمانے میں تمام اَنبیاء علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام پر مُنکشِف کی گئی اور جس کی تعلیم دینے پر وہ مامور کیے گئے وہ آخرت پر یقین رکھنا تھا کیونکہ دین کا پہلا بنیادی اُصول یہ ہے کہ ہمارا رب صرف اللہ ہے جس کی عبادت کی جانی چاہیے اور دوسرا بنیادی اُصول آخرت پر یقین رکھنا ہے جیسے سورۃُ البقرہ کی پہلی ہی آیت میں ترتیب کے ساتھ اس طرح فرمایا گیا ہے کہ ﴿ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ﴾ (ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں) اور ﴿ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَؕ(۴) ﴾ (ترجمۂ کنز الایمان: اور آخرت پر یقین رکھیں) اور ایسے ہی لوگوں کو ان ہی آیات میں مُتَّقِین (ڈر والے) کے لقب سے نوازا گیا ہے اور بلند مرتبہ کتاب (قرآن) ایسے ہی ڈر والوں کی ہدایت کے لیے نازل فرمائی گئی ہے۔[8] آخرت کے انکار کے بعد خدا کو ماننا دین اسلام میں کوئی معنیٰ نہیں رکھتا کیونکہ آخرت کو مُسْتَبْعَد (یعنی بعید و ناممکن) سمجھنا صرف آخرت ہی کا انکار نہیں بلکہ خدا کی قدرت اور حکمت کا بھی انکار ہے۔

تقدیر پر ایمان دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اور بندے جو کچھ کرتے ہیں نیکی، بدی وہ سب اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی کے مطابق ہوتا ہے۔ جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور اس کے پاس لکھا ہوا ہے۔[9] حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تقدیر کا انکار کرنے والوں کو اس "اُمّت کا مجوس" قرار دیا ہے۔[10] حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ نے فرمایا کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لائے حالانکہ ہم مسئلۂ تقدیر پر بحث کررہے تھے تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ناراض ہوئے حتّٰی کہ چہرۂ انور سُرخ ہوگیا گویا کہ رُخساروں میں انار نچوڑ دیئے گئے ہیں اور فرمایا: کیا تمہیں اس کا حکم دیا گیا ہے؟ یا میں اسی کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں؟ تم سے پہلے لوگوں نے جب اس مسئلہ میں جھگڑے کئے تو ہلاک ہی ہوگئے میں تم پر لازِم کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں نہ جھگڑو۔[11]

---

(1) مسلم، ص21، حدیث:8 (2) ترمذی، 4/141، حدیث: 2319 (3) مسلم، ص1221، حدیث:7495 (4) پ22، الفاطر:1 (5) فتح الباری، 2/108، تحت الحدیث:50 (6) خزائن العرفان، پ1، بقرہ، تحت الآیۃ:4 (7) فتح الباری، 2/108، تحت الحدیث:50 (8) عقیدۂ آخرت، ص12 (9) کتاب العقائد، ص24 (10) ابو داؤد، 4/294، حدیث:4691 (11) ترمذی، 4/51، حدیث:2140۔

Go To Index

ناکامی کے اثرات (Effects of failure)

مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی*

جب انسان اپنے مقاصد اور اہداف (Goals) پورے کرنے میں اکثر ناکام رہتا ہے۔ بعض اوقات یہ ناکامی تعلیمی میدان میں ہوتی ہے، کبھی کاروبار میں، کبھی علاج معالجے میں، کبھی تلاشِ رشتہ میں، کبھی تلاشِ ملازمت میں اور کبھی ذاتی تعلقات وغیرہ میں! اگر انسان ناکامی کا سامنا جرأت و دلیری اور مثبت سوچ سے نہ کرے تو ناکامی اس کی زندگی پر گہرے اثرات چھوڑتی ہے۔

نفسیاتی اثرات (Psychological effects) ناکامی انسان کو مایوسی، ذہنی دباؤ، نااُمیدی، پریشانی، کم ہمتی اور احساسِ کمتری کی طرف لے جاتی ہے۔ وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا، لہٰذا کوشش ہی چھوڑ دیتا ہے۔ بعض اوقات انسان بغیر کسی ٹھوس وجہ (Solid reason) کے آئندہ ناکامی سے ڈرنے لگتا ہے۔ یہ خوف اس کی خوداعتمادی کو مزید کمزور کر دیتا ہے جس سے اس کی پیشہ ورانہ صلاحیت اور کارکردگی پر منفی اثر پڑتا ہے۔ بعض اوقات نفسیاتی اثرات اتنے گہرے ہوتے ہیں کہ انسان مسلسل ڈپریشن سے نکلنے کے لیے نادانی میں حرام موت کو گلے لگا لیتا ہے۔

جسمانی اثرات (Physical effects) ناکامی کے دباؤ کا اثر جسم پر بھی ہوتا ہے، مسلسل مایوسی اور ذہنی تناؤ جسمانی تھکن، بے خوابی، بے چینی، شوگر، بلڈ پریشر اور دل وغیرہ کے امراض کو جنم دیتا ہے۔ بعض افراد کو جسمانی درد بھی محسوس ہوتے ہیں حالانکہ اس کی کوئی طبی وجہ نہیں ہوتی۔

سماجی اثرات (Social impacts) ناکامی انسان کو تنہائی کی طرف لے جاتی ہے۔ دوستوں، گھر والوں اور رشتہ داروں کی سوالیہ نظریں اس سے اپنے سوال کا جواب مانگتی ہیں کہ آخر تم کب کامیاب ہو گے، پھر طعنے دینے والے (Slanderers) رشتہ دار بھی تیر برسانا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس سے برداشت نہیں ہوتا اور وہ لوگوں سے کٹنے لگتا ہے، اپنے دوستوں اور خاندان سے دور ہو جاتا ہے اور اس کے معاشرتی تعلقات (Social relations) میں کمی آجاتی ہے۔

اس کے علاوہ امتحان میں ناکامی کا سامنا کرنے والے کی تعلیم پر بھی منفی اثرات پڑتے ہیں اور لوگ اس طرح کے مشورے دینا شروع کر دیتے ہیں کہ اس نے پڑھنا پڑھانا ہے نہیں اسے مزدوری پر ڈال دو۔ مناسب نوکری کی تلاش میں ناکام رہنے والے پر مالی اثرات پڑتے ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنی گزر بسر کرنے میں دشواری محسوس کرتا ہے۔ کاروبار میں ناکام رہنے والا مختلف کاروبار کرنے کے بعد اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ پھر کوئی اسے کاروبار کے لیے سرمایہ دینے پر تیار نہیں ہوتا کہ یہ ہماری رقم ڈبو دے گا۔ نیکیوں بھری زندگی بسر کرنے میں ناکام رہنے والا لوگوں کی نظر میں بھی برا بنتا ہے اور اس کی اُخروی زندگی پر بھی برے اثرات پڑتے ہیں۔

ناکامی کے مثبت پہلو (Positive aspects of failure) اگر سوچ مثبت ہو گی تو انسان ناکامیوں سے بھی سبق سیکھتا ہے جیسے؛ ناکامی انسان کو اپنی غلطیوں سے سیکھنے کا موقع دیتی ہے۔ کامیابی کی راہ میں ناکامی ایک سیڑھی ہے۔ جو لوگ ناکامی کے بعد ہمت نہیں ہارتے وہ بالآخر کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ناکامی کو زندگی کا اختتام نہ سمجھیں۔ ہر ناکامی میں کامیابی کا سبق چھپا ہوتا ہے۔ کامیاب لوگ بھی ناکامیوں سے گزر کر ہی کامیاب ہوئے ہیں۔ اس لیے ناکامی کے بعد ہمت نہ ہاریں، بلکہ نئے طریقے آزمائیں، مستقل مزاجی، محنت اور مثبت سوچ کے ساتھ ناکامی کو شکست دی جاسکتی ہے۔ اللہ پر بھروسا رکھیں۔ اللہ کریم ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین

* چیف ایڈیٹر ماہنامہ فیضانِ مدینہ، رکنِ مجلس المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Centre) کراچی

احکامِ شریعت کی حکمتیں

ارکانِ نماز کی حکمتیں

مولانا ابرار اختر القادری*

علمائے کِرام نے ارکانِ نَماز کی متفرّق حکمتیں بیان کی ہیں۔ جن میں سے چند حکمتیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

یہ فطری دستور ہے کہ جب انسان کسی اعلیٰ مرتبے والے کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو اپنے اعضاء کو بِلاضَرورت حرکت نہیں دیتا کہ بلاوجہ حرکت کرنا بُرا سمجھا جاتا ہے۔ اگر مخلوق کا یہ حال ہے تو اب اگر بندہ اپنے خالق کے سامنے کھڑا ہونے لگے تو اسے کیسا ہونا چاہئے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ خوفِ خدا کا خُوگر اور زیادہ متّقی ہوگا۔ اس کے علاوہ اسے چاہیے کہ وہ دل کو متوجّہ رکھے اور اللہ پاک کے سوا ہر چیز کا خیال دل سے نکال دے، اعلیٰ حضرت کے والدِ محترم، حضرت علامہ مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نماز کے اَسرار لکھتے ہوئے بارگاہِ رَبوبیت میں قِیام کرنے کے متعلّق فرماتے ہیں: (نماز میں کھڑا ہو تو ساری توجہ نماز کی طرف ہونی چاہئے کہ) جو بات دل میں ہوتی ہے اس کا اثر اقوال وافعال میں ظاہر ہوتا ہے۔ اثر قولی یہ ہے کہ زبان سے کہتا ہے: اللہ اکبر، اللہ بہت بڑا ہے۔ علما فرماتے ہیں: جو تکبیر کے معنیٰ نہیں جانتا سخت جاہل ہے اور جو جان کر خدا کے حضور اپنے نفس یا دوسرے کی طرف مائل ہے وہ چیز اس کے نزدیک خدا سے زیادہ بڑی اور اس نامُراد کی مراد ہے اصلی و معبود حقیقی ہے۔ اور اثر فعلی یہ ہے کہ اس کے حضور بکمال خشوع و خضوع سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے، چنانچہ اس مقام میں تین باتوں کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے: **اوّل:** اس کھڑے ہونے کو خدا کا احسان سمجھے کہ مجھ سے ناچیز کو اپنے دربار میں بلایا اور کھڑے ہونے کی اجازت دی، جان و دل اس عنایت پر قربان کرے تو بجا ہے اور ہر طرح کی دولت کو اِس دولت کے مقابلہ میں خاک سمجھے اور اس پر لات مارے تو زیبا (اچھا)۔ نہ یہ کہ اپنا کمال سمجھے اور بادشاہ حقیقی پر ناز کرے۔ **دوم:** بندۂ گناہگار ذلیل وخوار کی طرح جس کے قصور سے اس کا مالک آگاہ ہے، شرمندگی سے سر جھکائے رہے اور اپنی اس حالت کو گویا یوں سمجھے کہ ایک دن اسی طرح اس کے حضور کھڑا ہونا اور اپنی نافرمانیوں کا جو عمر بھر کرتا رہا حساب دینا ہے۔ **سوم:** جس طرح نگاہ ظاہر قدم پر رکھتا ہے روئے باطن جنابِ اَحدیت کی طرف رکھے، کسی طرف منہ پھیرے نہ دل کو غیر کی طرف متوجّہ کرے، گویا اسے بادشاہ جبّار کے سامنے کھڑا کیا ہے اور حکم دیا ہے اگر گردن ہلائے گا مارا جائے گا۔[1]

چہرے کو زمین پر رکھنے یعنی سجدہ کرنے میں بڑی حکمت ہے کیونکہ یہ انسانی جسم کا سب سے معزّز حصّہ ہے، اسے زمین پر رکھ کر انسان اپنے رب کے سامنے عاجزی اور تواضع کا اظہار کرتا اور اپنے دل کو دنیاوی وقار سے ہٹاتا ہے تاکہ اللہ کی بارگاہ میں عزّت پائے۔ کیونکہ ذلّت اس کے سامنے فخر ہے اور اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا عزّت اور شان ہے۔ اس میں ایک معنیٰ ہے ناک کو ذلیل کرنا جو تکبّر اور شان و شوکت کا گڑھ ہے، اسے ذلیل کرنے کے لیے خاک پر چڑھا دینا۔ کیونکہ خاک، جو گندگی ہے، سب سے گھٹیا چیز ہے۔ تو گویا وہ شخص کہہ رہا ہے کہ اے رب میں نے اپنے جسم کا سب سے معزّز حصّہ جو کہ میرا چہرہ ہے، سب سے گھٹیا چیز پر رکھا ہے اور میں تیرے حضور کھڑا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تو ربّ الارباب ہے اور باقی سب تیرے غلام ہیں، تیری قُدرت کے سامنے عاجزی، تیری رحمت کا طالب اور تیرے اختیار کے تابع ہوں۔[2]

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ نَماز کے ارکان کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: نماز میں چار چیزیں پڑھی جاتی ہیں اور چار کام کئے جاتے ہیں: (1) قرآن (2) تسبیحیں (3) دُرود شریف اور (4) دُعائیں تو پڑھی جاتی ہیں اور (1) قِیام (2) رُکوع (3) سجدہ (4) قُعود کئے جاتے ہیں۔

ان چاروں کاموں میں دو حکمتیں ہیں: ایک یہ کہ انسان میں چار وَصف ہیں وہ جماد (یکساں حالت میں رہنے والا) بھی ہے نامی (بڑھنے

* چیف ایڈیٹر ماہنامہ خواتین
دعوتِ اسلامی (ویب ایڈیشن)

والا) بھی، حیوان بھی ہے انسان بھی۔ جَماد (جیسے پہاڑ، زمین) کی (طرح) عبادت میں بیٹھا رہتا ہے، حیوان کی اصل عبادت رکوع میں رہنا ہے، نَبات (گھاس پوس) کی بندگی سجدہ اور انسان کی بندگی قِیام۔ جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے۔ لہٰذا نماز میں ان چاروں عبادات کو جمع کر دیا گیا، نیز یہ چاروں وصف انسان کے لئے رب سے دوری کا باعث بنے گویا انسان چار درجے نیچے اُترا اس کی ترقّی کے لئے چار کام مقرّر کئے گئے۔ دوسرے یہ کہ انسان میں آگ، پانی، ہوا، مٹّی جمع ہے، آگ کی خاصیت تکبّر و غرور ہے، اسی لئے وہ اوپر کو بھاگتی ہے، دیکھو شیطان آدم علیہ السّلام کے آگے نہ جھکا، پانی کا کام ہے پھیلنا، خاک کی تاثیر جُمود اور بے حسی ہے، ہوا کی تاثیر شہوت ہے، گویا انسان ان چار مفردوں کا معجون مرکّب ہے اور مفردات کا اَثر معجون میں ہوتا ہے۔ لہٰذا انسان میں یہ چاروں عیوب موجود تھے، ان کے دفعیہ (علاج) کے لئے یہ چار ارکان نماز میں قائم کئے گئے اور ان ارکان کو اللہ پاک کے مختلف ذکروں سے پُر کیا گیا تاکہ ان عیوب سے پاکی حاصل ہو جس کا بیان اس آیت میں ہے: ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بیشک نماز منع کرتی ہے بے حَیائی اور بُری بات سے۔[3] ﴿وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ لَىٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ضَرور اگر تم نماز قائم رکھو۔[4]

رُکوع و سُجود کی چند حکمتیں اور فوائد امیر اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے بھی اپنی کتاب فیضانِ نماز میں کچھ یوں ذکر فرمائی ہیں: نماز میں بہترین ورزش ہے کہ اس کے قِیام میں، رکوع اور سجدے وغیرہ کرنے سے بدن کے اکثر جوڑ (Joints) حرکت کرتے ہیں، نزلہ زُکام کے مریض کے لیے طویل (یعنی لمبا) سجدہ نہایت مفید ہے، سجدے سے بند ناک کھلتی ہے، آنتوں میں جمع ہونے والے غیر ضروری مواد کو سجدے سے حرکت ملتی اور اس کا اخراج آسان ہوتا ہے۔[5]

جواہر البیان میں دیگر ارکانِ نماز کے بَرعکس ہر رَکعت میں دو سجدوں کے فرض ہونے کی حکمتیں کچھ یوں بیان کی گئی ہیں: (1) سجدہ بمنزلۂ شاہد دعویٰ ایمان ہے، حدیث میں ہے: سجدہ کا نشان قیامت کے روز پیشانی پر چمکے گا اور ثبوتِ دعویٰ کے لئے شرع میں دو گواہ عادل مقرر ہیں (2) یا ایک سجدہ سے عبادت جسم اور دوسرے سے عبادت روح کی طرف اشارہ ہے (3) یا پہلا سجدہ بنظرِ عظمت وجلال مولیٰ اور دوسرا اظہار اپنی عجز وذلّت کا ہے (4) یا پہلا شکرِ معرفت اور دوسرا اظہارِ خدمت (5) یا پہلے سے اس مضمون کی طرف کہ آدمی زمین سے پیدا ہوا اور دوسرے سے اس بات کی طرف کہ انجام کار زمین میں جائے گا، اشارہ ہے گویا نمازی دونوں سجدہ سے آیت کریمہ ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِیْهَا نُعِیْدُكُمْ﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے) کے مضمون کا اِقرار کرتا ہے (6) یا پہلا اِمتثالِ اَمر اور دوسرا ترغیم شیطان (یعنی شیطان کو ذلیل ورُسوا کرنے کے لیے) ہے کہ اس نے سجدہ سے تکبّر کر کے تمام محنت وریاضت اپنی برباد کی (7) مبسوط میں ہے دونوں سجدے شیطان کی ترغیم اور اس کے جلانے اور ذلیل کرنے کے واسطے ہیں کہ اسے سجدہ کرنے کا حکم ہوا، نہ بجالایا ہم اس فعل کو بار بار کرتے ہیں۔ یعنی اس نے اگرچہ لاکھوں بار سجدہ کیا مگر سجدہ ہی کے انکار سے ملعون ہوا جب ہم اس فعل کو بتکرار کریں گے اور اس کے عوض ثواب عظیم پائیں گے بِالضرور اسے ندامت اور اپنے انکار پر حسرت ہوگی۔ چنانچہ یہ مضمون بعینہٖ حدیث سے ثابت کہ جب بندہ سجدۂ تلاوت کرتا ہے شیطان روتا ہوا الگ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خرابی! اسے سجدہ کا حکم ہوا بجالایا، جنت کا مستحق ہوا میں نے انکار کیا اور دوزخی ہوا۔[6] سجود سَہو کی نسبت ارشاد ہوا: دونوں سجدے شیطان کی ذلّت وخواری ہوں گے۔ (8) اور شیخ الاسلام تکرار سجود میں یہ نکتہ لکھتے ہیں کہ جناب باری تعالیٰ نے جب بنی آدم سے میثاق (پختہ عہد) لیا سجدہ کا حکم کیا تاکہ فعل قول کے مطابق ہو، مسلمان سجدہ میں گئے کافر نہ کر سکے جب مسلمانوں نے سجدہ سے سَر اُٹھایا اور اپنے کو اس دولتِ عظمیٰ سے مخصوص پایا توفیقِ الٰہی کا شکر سجدہ کے ساتھ کیا، وہی دو سجدے نماز میں مقرّر ہوئے۔[7]

نماز کے اختتامیہ یعنی خُروجِ بِصُنعِہٖ کے متعلّق مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر اپنے اور اپنے والدین اور مسلمانوں کے لئے دُعائے مغفرت اور حاضرانِ دربار کو سلام کرکے رخصت ہوتا ہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، نَسْئَلُ تَوْفِیْقَ الْعَمَلِ مِنَ اللهِ۔[8]

(1) جواہر البیان، ص52 (2) حکمۃ التشریع وفلسفتہ، 1/ 77 (3) پ21، العنکبوت: 45 (4) پ6، المآئدۃ: 12، رسائل نعیمیہ، اسرار الاحکام، ص285 (5) فیضان نماز، ص28 (6) مسلم، ص58، حدیث: 244 (7) جواہر البیان، ص68 تا 69 (8) جواہر البیان، ص61۔

بُزُرگانِ دین کے مبارک فرامین

The Blessed quotes of the pious predecessors

مولانا ابو شیبان عطاری مَدَنی*

باتوں سے خوشبو آئے

نماز اور بارگاہِ الٰہی

اگر نَمازی جانے کہ (میں اَذان کے ذریعے) کس کے حضور بلایا جاتا ہوں تو دنیا و مافیہا (دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ) چھوڑ کر سر کے بل مسجِد کی طرف دوڑے۔ (ارشادِ حضرت علامہ نقی علی خان رحمۃُ اللہِ علیہ) (جواہر البیان، ص30)

امید بھی بڑی عبادت ہے

رب تعالیٰ سے اُمید بھی بڑی عِبادت ہے ایسی عبادت کہ مشکلیں حل کر دیتی ہے، امید ہی وہ عبادت ہے جو اُس عالم میں بھی ہو گی اور کام آئے گی، امید ہی وہ عبادت ہے جو ہم جیسے گنہگاروں کا سہارا ہے۔ (ارشادِ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ)

(مراٰۃ المناجیح،7/453)

جاہل کی پہچان

تین خصلتیں جاہل کی پہچان ہوتی ہیں، خود پسندی، بے مقصد باتوں کی بہتات اور کسی کام سے دوسروں کو روکنا مگر خود انہی کاموں میں پڑے رہنا۔ (ارشادِ حضرت ابو درداء رضی اللہُ عنہ)

(عیونُ الاخبار،2/47)

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی

اللہ کی خاطر کسی کی تواضع اللہ کے لیے تواضع ہے

محبوبانِ خدا کے لیے جو تواضع کی جاتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کے لیے تواضع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ،7/595)

بوجہِ عذر، وعدہ وفا نہ کر سکے تو کوئی حرج نہیں

اگر وعدہ سچّے دل سے کیا پھر کوئی عُذر مقبول و سبب معقول پیدا ہوا تو وفا نہ کرنے میں حرج کیا اَدنیٰ کراہت بھی نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ،12/281)

بڑے قصور کے لیے خصوصی معافی مانگنی ہوگی

ایسے حُقوقِ عظیمہ شدیدہ جن کی تفصیل بیان ہو تو صاحبِ حق سے مُعافی کی امید نہ ہو (وہ) ظاہر اً مجرّد اِجمالی (صرف سرسری) الفاظ سے معاف نہ ہو سکیں۔ (فتاویٰ رضویہ،24/412)

عطّار کا چمن کتنا پیارا چمن

علم کی باتیں توجّہ اور اَدب سے سُنا کیجئے

بیان کے وقت کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہئے جو آپ کے یا دوسرے کے سننے میں خلل ڈالے، باتیں کرنا، بِلاوجہ ہنسنا، مسکرانا، اشارے کرنا اَدب نہیں ہے۔

(مدنی مذاکرہ،3ذوالقعدہ1445ھ)

عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

عشق جب عقل پر غلبہ پالیتا ہے تو اس میں بڑا انکھار آجاتا ہے جب کہ وہ شریعت کی حد نہ توڑے۔ (مدنی مذاکرہ،3ذوالقعدہ1445ھ)

بیوی سے اچّھا برتاؤ کرنا چاہئے

بیوی کے بھی اپنے کچھ حُقوق ہیں، اس کا بھی خیال رکھنا، ایک دائرے میں رہتے ہوئے اس کا احترام و دلجوئی کرنا ضَروری ہے۔ (مدنی مذاکرہ،3ذوالقعدہ1445ھ)

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

اسلام کا نظامِ طہارت و نظافت (قسط:02)

مولانا فرمان علی عطاری مدنی*

لِباس کی صفائی اسلام نے جسم کی صفائی کے ساتھ ساتھ لِباس کو بھی صاف ستھرا رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ لباس نہ صرف ہماری زندگی کا اہم حصّہ ہے بلکہ یہ ہماری شخصیت کی عکّاسی کرتا ہے اور ہماری صحت کے لیے بھی مفید ہوتا ہے۔ صاف ستھرا لباس جلد کی بیماریوں اور مختلف قسم کی انفیکشنز سے بچاؤ کا باعث بنتا ہے۔ اگر لباس گندہ اور بدبودار ہو جائے تو یہ الرجی کا سبب بن سکتا ہے۔ گندے لباس سے جراثیم بھی پھیل سکتے ہیں، جو مضرِ صحت ہو سکتے ہیں۔

قراٰنِ کریم میں نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مخاطب کرتے ہوئے حکم فرمایا: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔[1]

اس آیت کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ اے حبیب! صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم، آپ اپنے کپڑے ہر طرح کی نَجاست سے پاک رکھیں کیونکہ نماز کے لیے طہارت ضَروری ہے اور نماز کے علاوہ اور حالتوں میں بھی کپڑے پاک رکھنا بہتر ہے۔ دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کے کپڑے عربوں کی عادت کے مطابِق زیادہ لمبے نہ ہوں کیونکہ بہت زیادہ لمبے ہونے کی وجہ سے چلنے پھرنے کے دوران کپڑے نَجس ہونے کا اِحتمال رہتا ہے۔[2]

حضرت جابر رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے یہاں تشریف لائے، ایک شخص کو پَراگندہ سر دیکھا، جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں، فرمایا: کیا اس کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے بالوں کو اکٹھا کرلے اور دوسرے شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا اسے ایسی چیز نہیں ملتی، جس سے کپڑے دھولے۔[3]

گھر، گلی محلے کی صفائی جسمانی صفائی ستھرائی کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے گھر، علاقہ اور شہر کو بھی گندگی سے محفوظ رکھنا چاہیے کیونکہ گندگی انسان کی بری شخصیت اور بدسلیقہ ہونے کی تشخیص کرتی ہے۔ لہٰذا روزانہ جھاڑو پونچھا اور گھریلو چیزوں کے اوپر جمع شدہ مٹّی کی صفائی کیجیے اور ہفتے یا مہینے میں گھر کے پنکھوں اور پردوں وغیرہ کی صفائی بھی کیجیے کہ

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

گندے پنکھے جب رکتے ہیں تو بہت بد نما لگتے ہیں، گھر کی صفائی کرکے کچرا اگلی محلے میں نہ پھینکیں بلکہ کسی کچرا کونڈی میں یا ڈسٹبن میں ڈالئے، اسی طرح جہاں آپ کام کرتے ہیں دُکان یا دفتر وغیرہ کی صفائی کا بھی خیال رکھئے اگر صفائی کرنے والا کسی دن نہ آسکے تو خود اپنے بیٹھنے کی جگہ کرسی ٹیبل وغیرہ کی صفائی کرلیجئے، اسی طرح عوامی جگہوں مثلاً بس اسٹاپ، اسٹیشن، بازار اور پارک وغیرہ پر بھی صفائی کا خیال رکھئے کچھ لوگ ان جگہوں پر چیزیں کھاکر ان کے چھلکے، ریپر اور ڈبے وغیرہ ایسے ہی پھینک دیتے ہیں جو دوسروں کے لیے باعثِ تکلیف ہوتے ہیں۔ اگر ہم اپنے گھر دکان، دفتر، گلی محلّے اور عوامی جگہوں کی صفائی کا خیال رکھیں گے تو اس طرح ہمارا پورا شہر بھی صاف ستھرا ہو سکتا ہے۔

مسجد کی صفائی اپنے جسم و لباس اور گھر محلّے کی صفائی کے ساتھ ساتھ اللہ پاک کے گھر یعنی مسجدوں کو بھی صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔ ہمارے معاشرے کی اکثریت ایسی ہے جو مسجد کے آداب سے ناآشنا ہے، عموماً لوگ وضو کے بعد مسجد کی دریوں اور فرش پر گیلے پیروں کے نشانات بناتے نیز ہاتھوں اور چہرے سے پانی کے قطرے ٹپکاتے چلے جاتے ہیں حالانکہ اَعضائے وُضو سے پانی کے قطرے فرشِ مسجِد پر گرانا ناجائز و گُناہ ہے۔[4]

مسجِد کی صفائی ستھرائی کا حکم دیتے ہوئے اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ(۱۲۵)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسمٰعیل کو کہ میرا گھر خُوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رُکوع و سُجود والوں کے لئے۔[5]

حکیم الاُمت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کو پاک وصاف رکھا جائے۔ وہاں گندگی اور بدبُودار چیز نہ لائی جائے۔[6]

مسجِد کی صفائی ستھرائی کے ساتھ ساتھ نمازی کو بھی صفائی اور زینت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ۔[7]

صدرالافاضل مفتی سیّدِ محمد نعیم الدّین مُراد آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: یعنی لباسِ زینت اور ایک قول یہ ہے کہ کنگھی کرنا، خوشبو لگانا داخلِ زینت ہے اور سنّت یہ ہے کہ آدمی بہتر ہیئت (یعنی عمدہ صورت و حالت) کے ساتھ نماز کے لئے حاضِر ہو، کیونکہ نماز میں ربّ سے مُناجات ہے تو اس کے لئے زینت کرنا عطر لگانا مُستَحب ہے۔[8]

غور کیجئے! اگر ہمیں حکمرانوں، وزیروں، افسروں یا بڑے عہدہ داروں کے پاس جانا ہو تو صاف ستھرا لباس پہنتے، عمامہ، چادر وغیرہ درست کرتے اور خوشبو لگاتے ہیں، مگر مسجد میں جانے کے لیے ایسا اہتمام نہیں کرتے، حالانکہ اللہ پاک تو تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے، اس کی شان و عظمت تو سب سے بلند و بالا ہے۔ اللہ پاک ہمیں مسجد کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسجد کی صفائی کے ساتھ ساتھ خود بھی صاف اور خوشبودار لباس میں باجماعت نماز کی توفیق نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) پ29، المدثر:4 (2) مدارک، المدثر، تحت الآیۃ: 4، ص1296
(3) ابوداؤد، 4/72، حدیث: 4062 (4) بہارِ شریعت، 1/647
(5) پ1، البقرۃ:125 (6) نورالعرفان، پ1، البقرۃ، تحت الآیۃ:125
(7) پ8، الاعراف:31 (8) خزائنُ العرفان، ص291۔

Go To Index

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا قرب دلانے والی نیکیاں (قسط:04)

مولانا شہزاد یونس عطاری مدنی*

انسان تقویٰ و پرہیز گاری کے چاہے کتنے ہی بلند مقام پر کیوں نہ پہنچ جائے، اُسے اپنی اصل منزل یعنی قبر و آخرت کی تیاری سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔ بلاشبہ، نیک اعمال بجالانے کی توفیق ملنا اللہ کریم کی عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے، لہٰذا ہمیں ہر لمحہ اُس مالکِ کائنات کا شکر گزار رہنا چاہیے کہ اُس نے ہمیں اس فانی دنیا میں نیکی کمانے کا موقع عنایت فرمایا اور ان تمام نیکیوں کی روح اور سب سے عظیم وسیلہ، جو بندے کو بارگاہِ الٰہی میں مقبول اور رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قرب سے سرفراز کرتا ہے، وہ حضور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت ہے۔ یہی محبت دراصل ایمان کے کامل ہونے کی سب سے بڑی دلیل اور پہچان ہے۔ آیئے! اسی محبت کے نور سے اپنے دلوں کو منوّر کرنے کے لیے چند ایمان افروز روایات پڑھتے ہیں اور اپنی روح کو تازگی بخشتے ہیں، چنانچہ

رسول سے محبت

1 حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! قیامت کب ہے؟ فرمایا: افسوس تجھ پر تونے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ وہ بولے: میں نے اس کی تیاری کوئی نہیں کی سوائے اس کے کہ میں اللہ پاک اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا: تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبّت ہو، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے مسلمانوں کو اسلام کے بعد کسی چیز پر ایسا خوش ہوتے نہ دیکھا جیسا کہ وہ اس سے خوش ہوئے۔[1]

یہ صاحب بڑے متقی پرہیز گار عبادت گزار تھے مگر انہوں نے اپنے اعمال کو قیامت کی تیاری قرار نہ دیا کہ یہ سب نیکیاں تو اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ہے جو مجھے دنیا میں مل چکیں اور مل رہی ہیں آخرت کی تیاری صرف یہ ہے کہ مجھے اس برات کے دولہا سے محبت ہے۔[2]

حضرت علّامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کی شرح میں فرماتے ہیں: کیونکہ یہ سب محبت ہی کی شاخیں ہیں جو اسی پر مرتب ہوتی ہیں اور اس لیے کہ محبت ہی (راہِ حق کے) مسافروں کی سب سے اعلیٰ منزل اور (بلندیوں کی طرف) پرواز کرنے والوں کا سب سے بلند ترین مقام ہے اور یہی محبّت اللہ پاک کی محبت کا باعث یا اسی کا نتیجہ ہے۔[3]

آخرت میں قربِ رسول

2 حضرت عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ اصلاحی کتب، المدینۃ العلمیہ، کراچی

حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو (نیک) لوگوں سے محبّت کرتا ہے لیکن (اعمال میں) ان کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکا؟ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ“ یعنی آدمی (قیامت کے دن) اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبّت کرتا ہے۔[4]

امام بُخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں بیان کردہ حدیث کے اس حصّے: ”آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبّت کرتا ہے“ سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ محبّت کے اس دعوے کا معیار جو (آخرت میں) قُرب و نزدیکی کا باعث بنتا ہے، وہ پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اِتّباع (یعنی پیروی) ہی ہے۔[5]

بغیر دیکھے محبت کرنے والے

3 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ پاک کے پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میری اُمّت میں مجھ سے شدید محبّت رکھنے والوں میں سے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک اس بات کی تمنّا کرے گا کہ وہ اپنے گھر بار اور مال کے بدلے میری زیارت کرتا۔[6]

یعنی اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو قربان کرتا اور ہمارے جَمال جہاں آرا کی زیارت کرتا، بیداری (یعنی جاگتے) میں یا خواب میں۔[7] ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت تبھی ممکن ہے جب دل میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبّت ہوگی اور یہی وہ محبت ہے جو آخرت میں قربِ رسول پانے کا سبب ہوگی، ان شآءَ اللہ۔

سب لوگوں سے پیارا

4 نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اُسے ماں باپ اولاد اور سب لوگوں سے پیارا ہو جاؤں۔[8]

اے عاشقانِ رسول! ماں باپ کو اولاد سے اور اولاد کو ماں باپ سے طبعی اُلفت و محبّت ہوتی ہے، یہی محبّت حضور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے زیادہ ہونی چاہئے اور الحمد للہِ الکریم ہر مؤمن کو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جان و مال اور اولاد سے زیادہ پیارے ہیں۔

ایمانِ کامل کی نشانی

5 ایک بار مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عرض کی: آپ سوائے میری جان کے میرے نزدیک ہر شے سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہرگز مومن (کامل) نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی، بیشک آپ میرے نزدیک میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَلْاٰنَ یَاعُمَر یعنی اے عمر! اب تمہارا ایمان کامل ہو گیا۔[9]

6 ایک روایت میں ہے: جس میں تین چیزیں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت پائے گا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ پاک اور اس کے رسول کے ساتھ ان کے ماسوا سے بڑھ کر محبت ہو۔[10]

اللہ کریم ہمیں سب سے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے دل و جان کے ساتھ محبّت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) بخاری، 4/146، حدیث: 6167 (2) مراۃ المناجیح، 6/589 (3) مرقاۃ، 8/740، تحت الحدیث: 5009 (4) بخاری، 4/147، حدیث: 6169 (5) الکوثر الجاری، 9/509، حدیث: 6169 (6) مسلم، ص1164، حدیث: 7145 (7) اشعۃ اللمعات، 4/759 (8) بخاری، 1/17، حدیث: 15 (9) بخاری، 4/283، حدیث: 6632 (10) نسائی، ص798، حدیث: 4998۔

پردہ پوشی

مولانا سید بہرام حسین عطاری مدنی*

اللہ پاک کے مبارک ناموں میں سے ایک نام ”سَتّار“ بھی ہے، جس کا معنیٰ ہے عیبوں کو چُھپانے والا اور پَردہ پوشی فرمانے والا۔ اللہ کریم اپنے کرم سے اپنے بندوں کے عیبوں کو چُھپاتا اور پَردہ پوشی فرماتا ہے اور پَردہ پوشی کرنے کو پسند بھی فرماتا ہے جیسا کہ رَسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظیم ہے: اللہ پاک حَیا والا اور پَردہ پوش ہے، حیا اور پَردہ پوشی کو پسند فرماتا ہے۔[1]

اللہ پاک کی ذات تمام عیبوں سے پاک ہے، اَنبیائے کِرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام اور فرشتے خامیوں سے پاک اور معصوم ہیں، باقی ہم جیسے گنہگار تو سراپا خطاکار اور عیب دار ہیں۔ ہر کسی میں کوئی نہ کوئی عیب پایا جاتا ہے، یہ اللہ پاک کی کرم نوازی ہے کہ وہ ہمارے عیبوں پر پَردہ ڈال دیتا ہے، ہمیں بھی چاہیے کہ اگر بتقاضائے بشریت ہم سے کوئی گُناہ سرزد ہو جائے تو ہم خود بھی اپنی پَردہ پوشی کریں۔ رَسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: میرے ہر اُمّتی کو مُعاف کر دیا جائے گا سِوائے ان لوگوں کے جو گناہوں کو ظاہر کرتے ہیں اور گُناہ ظاہر کرنے کی صورت یہ ہے کہ کوئی مَرد رات میں کوئی (گناہ کا) کام کرے، پھر جب صبح ہو تو اللہ پاک نے اس کا پَردہ رکھ لیا ہو، پھر وہ کہے: اے فُلاں! میں نے گُزشتہ رات اِس اِس طرح کیا ہے حالانکہ اُس نے اِس حال میں رات گزاری تھی کہ اس کے رَب نے اُس کا پَردہ رکھا ہوا تھا اور صبح کو وہ اللہ پاک کے رکھے ہوئے پَردے کو کھول دے۔[2]

یاد رکھیے! جہاں ہمیں اپنی پَردہ پوشی کرنے کا حکم ہے وہاں بطورِ خاص اپنے مسلمان بھائیوں کی پَردہ پوشی کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ قراٰنِ کریم میں اللہ پاک نے اِرشاد فرمایا: ﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: ”اور عیب نہ ڈھونڈو۔“[3]

آیتِ کریمہ کے اِس حصّے میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ان کے پوشیدہ حال کی جستجو میں نہ رہو جسے اللہ پاک نے اپنی سَتّاری سے چُھپایا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے مُعاشرے میں لوگ ایک دوسرے کے عیب کی جستجو اور تلاش میں لگے رہتے ہیں کہ کسی کا کوئی عیب معلوم ہو تو اس کا چرچا کریں، حالانکہ وہی عیب بلکہ اس کے علاوہ بیسیوں عیوب اپنی ذات میں بھی موجود ہوتے ہیں مگر وہ نظر نہیں آتے، سامنے والے کا ایک عیب بھی نظر آجاتا ہے، ایسے لوگوں کے لیے حدیثِ پاک میں اِرشاد فرمایا: يُبْصِرُ اَحَدُكُمُ الْقَذَاةَ فِيْ عَيْنِ اَخِيْهِ وَيَنْسَى الْجِذْعَ فِيْ عَيْنِهٖ تم میں سے کسی کو اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو نظر آجاتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں شہتیر نظر نہیں آتا۔[4]

اَحادیثِ مبارکہ میں اپنے مسلمان بھائیوں کی پَردہ پوشی کی بڑی فضیلت اور اَہمیت بیان کی گئی ہے چنانچہ رَسُولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: مَنْ رَاٰى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ اَحْيَا مَوْءُوْدَةً مِّنْ قَبْرِهَا جو کسی کا پوشیدہ عیب دیکھے پھر اُسے چُھپالے تو وہ اُس شخص کی طرح ہے جس نے زندہ دَفنائی گئی بچّی کو قبر سے نکال کر اُس کی جان بچالی۔[5]

نبیِ مکرّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: جو اپنے بھائی کی پَردہ پوشی کرے گا اللہ پاک قیامت کے دِن اُس کی پَردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے بھائی کا راز کھولے گا اللہ پاک اُس کا راز ظاہر کردے گا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر ہی میں رُسوا ہو جائے گا۔[6]

* رکنِ مجلس المدینۃ العلمیہ، ذمّہ دار شعبہ خلیفہ امیر اہلسنت

ایک اور حدیثِ پاک میں اِرشاد فرمایا: مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ جو شخص کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے تو اللہ پاک قِیامت کے روز اُس کی عیب پوشی فرمائے گا۔[7] اِس حدیثِ پاک کے تحت حکیمُ الْاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: یعنی اگر کوئی حَیادار آدمی ناشائستہ حرکت خُفیہ کر بیٹھے پھر پچھتائے تو تم اسے خُفیہ (طور پر) سمجھا دو کہ اس کی اِصلاح ہو جائے، اُسے بدنام نہ کرو، اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ قِیامت میں تمہارے گُناہوں کا حساب خُفیہ ہی لے لے گا تمہیں رُسوا نہ کرے گا۔ ہاں! جو کسی کی اِیذا کی خفیہ تدبیریں کر رہا ہو یا خفیہ حرکتوں کا عادی ہو چکا ہو اُس کا اِظہار ضرور کر دو تاکہ وہ شخص اِیذا (یعنی تکلیف) سے بچ جائے یا یہ توبہ کرے، یہ قیدیں ضَرور خیال میں رہیں۔ غرضکہ صرف بدنامی سے کسی کو بچانا اچّھا ہے مگر اس کے خُفیہ ظلم سے دوسرے کو بچانا یا اُس کی اِصلاح کرنا بھی اچّھا ہے، یہ فرق خیال میں رہے۔ یہاں (صاحبِ) مِرقات نے فرمایا کہ جو مسلمان کی ایک عیب پوشی کرے رب تعالیٰ اس کی سات سو عیب پوشیاں کرے گا۔[8]

مسلمان کی پَردہ پوشی کی اتنی اَہمیت ہے کہ ایک بار حضرت جبریل امین علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اگر ہم فرشتے زمین پر اللہ پاک کی عبادت کرتے تو تین اَعمال ضَرور بجالاتے: مسلمانوں کو پانی پلانا، بال بچّے دار شخص کی مدد کرنا اور مسلمانوں سے ہونے والے گُناہوں کی پَردہ پوشی کرنا۔[9] پردہ پوشی سے مالا مال ایک نیک بندے کی حکایت ملاحظہ کیجئے: کسی آدمی کی اپنی بیوی سے جنگ رہتی تھی، اس کے ایک دوست نے پوچھا کہ تیری بیوی میں خرابی کیا ہے؟ وہ بولا کہ تم میرے اَندرونی مُعاملات پوچھنے والے کون ہو؟ آخر اسے طلاق دے دی، اس سائل نے کہا کہ اب تو وہ تمہاری بیوی نہ رہی، اب بتاؤ اس میں کیا خرابی تھی؟ یہ بولا: وہ عورت غیر ہو چکی مجھے کسی غیر کے عیوب بتانے کا کیا حق ہے؟ یہ ہے پردہ پوشی۔[10]

فی زمانہ پَردہ پوشی کرنے کے بجائے بات کو خوب بڑھا چڑھا کر اور مرچ مَصالحہ لگا کر بیان کیا جاتا ہے تاکہ دوسرے کی اچّھی طرح ذِلّت و رُسوائی ہو، یہ بہت بڑا گُناہ ہے۔ اِس بات کو اِس حکایت سے سمجھنے کی کوشش کیجئے چنانچہ حضرت سیّدُنا عیسیٰ روحُ اللہ علیٰ نبیناوعلیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا: اگر تم اپنے بھائی کو اِس حال میں سوتا پاؤ کہ ہوا نے اس سے کپڑا ہٹا دیا ہے تو تم کیا کروگے؟ انہوں نے عرض کی: اُس کی سَتر پوشی کریں گے اور اسے ڈھانپ دیں گے۔ تو آپ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے فرمایا: بلکہ تم اُس کا سَتر کھول دوگے۔ حواریوں نے تعجّب کرتے ہوئے کہا: یہ کون کرے گا؟ آپ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے بارے میں کچھ سنتا ہے تو اسے بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے اور یہ اُسے بَرَہنہ کرنے سے بڑا گُناہ ہے۔[11]

ہونا تو یہ چاہیے کہ جب دوسرے کے عیوب بیان کرنے کو جی چاہے، بندہ اُس وقت اپنے عُیُوب کی طرف مُتَوجّہ ہو جائے اور اُنہیں دُور کرنے میں لگ جائے، یہ بہت بڑی سعادت اور خوشخبری والی بات ہے چنانچہ ہادیٔ راہِ نَجات، سرورِ کائنات صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: طُوْبٰی لِمَنْ شَغَلَهُ عَیْبُهُ عَنْ عُیُوْبِ النَّاسِ یعنی اُس شخص کے لیے خوشخبری ہے، جسے اُس کے اپنے عیب نے لوگوں کے عیوب بیان کرنے سے باز رکھا۔[12]

حضرت عبدُ اللہ بن عبّاس رضی اللہُ عنہما کا فرمان ہے: اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَذْکُرَ عُیُوْبَ صَاحِبِكَ فَاذْکُرْ عُیُوْبَكَ جب تم اپنے ساتھی کی بُرائیاں بیان کرنا چاہو تو اپنی بُرائیاں یاد کر لیا کرو۔[13]

اللہ پاک ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کی پَردہ پوشی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) ابو داؤد، 4/56، حدیث: 4012 (2) بخاری، 4/118، حدیث: 6069 (3) پ 26، الحجرات: 12 (4) ابن حبان، 7/506، حدیث: 5731 (5) مسند امام احمد، 6/126، حدیث: 17334 (6) ابنِ ماجہ، 3/219، حدیث: 2546 (7) بخاری، 2/126، حدیث: 2442 (8) مراٰۃ المناجیح، 6/551 (9) المستطرف، 1/223 (10) مراٰۃ المناجیح، 5/61 (11) احیاء العلوم، 2/222 (12) فردوس الاخبار، 2/46، حدیث: 3742 (13) موسوعۃ لابن ابی الدنیا، 4/357، رقم: 56۔

Go To Index

اَحکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مَدَنی*

اگر آپ بھی کاروباری مسائل سے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس پر اپنا سوال لکھ کر بھیج دیں۔ iec@daruliftaahlesunnat.net

1 بیعِ استصناع میں پہلے سے تیار شدہ مال بیچنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم سرجیکل آئٹم آرڈر پر بناتے ہیں۔ بعض اوقات ہمارے پاس پہلے سے ہی کچھ آئٹم تیار موجود ہوتے ہیں تو آرڈر آنے کے بعد نئے سرے سے مینوفیکچرنگ کرنے کی بجائے اپنے پاس پہلے سے موجود آئٹم جو کہ کسٹمر کی ڈیمانڈ کے مطابق ہوتے ہیں، اٹھا کر دے دیتے ہیں، کیا ہمارا ایسا کرنا درست ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں آپ کا آرڈر آنے کے بعد پہلے سے تیار شدہ سامان کسٹمر کو دینا، جائز ہے جبکہ وہ سامان کسٹمر کی ڈیمانڈ کے مطابق ہو۔

مسئلے کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ آپ کا مذکورہ طریقے پر آرڈر پر سامان تیار کرکے بیچنا "بیع استصناع" یعنی آرڈر کی بیع کہلاتا ہے اور بیع استصناع میں مستصنع (آرڈر لینے والے) کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ آرڈر آنے کے بعد سامان تیار کرے یا پہلے سے تیار شدہ سامان جو کسٹمر کی ڈیمانڈ کے مطابق ہو، وہ دے دے، لہٰذا آپ کے لئے ایسا کرنا شرعاً جائز ہے۔

بہارِ شریعت میں ہے: "استصناع میں جس چیز پر عقد ہے وہ چیز ہے، کاریگر کا عمل معقود علیہ نہیں، لہٰذا اگر دوسرے کی بنائی ہوئی چیز لایا یا عقد سے پہلے بنا چکا تھا وہ لایا اور اس نے لے لی درست ہے اور عمل معقود علیہ ہوتا تو درست نہ ہوتا۔"

(بہار شریعت، 2/808)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 ایڈوانس اجرت کی صورت میں ڈسکاؤنٹ دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں ایک فیکٹری والے سے لیس ڈائی کرواتا ہوں، ہر 14 گز لیس ڈائی یعنی کلر کرنے کے 700 روپے لیتا ہے وہ مجھے یہ آفر دے رہا ہے کہ اگر آپ مجھے ڈائی کے ایڈوانس پیسے دیں تو میں آپ کو 600 روپے میں 14 گز لیس ڈائی کر دوں گا۔ کیا میں اسے ایڈوانس پیسے دے کر 700 کی جگہ 600 روپے کے حساب سے اجرت دے سکتا ہوں؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں فیکٹری والے کے ڈائی کی ایڈوانس اجرت کے مطالبہ پر آپ کا ایڈوانس اجرت دینا اور اس میں کمی کروانا جائز ہے۔

تفصیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ آپ کا فیکٹری والے سے لیس ڈائی کروانا، عقدِ اجارہ ہے اور عقدِ اجارہ میں چند چیزوں سے اجرت کا استحقاق ہوتا ہے ان میں سے ایک پیشگی (Advance)

* محققِ اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

اجرت لینے کی شرط ہے۔ لہٰذا پوچھی گئی صورت میں فیکٹری والے کو ڈائی کی ایڈوانس اجرت دیتے ہوئے اجرت میں کمی کروانا شرعی اعتبار سے جائز ہے اور یہ ایڈوانس دی جانے والی مکمل رقم اجرت ہے کسی قسم کا قرض نہیں ہے کہ جس کی بنیاد پر اجرت میں کمی کروانے کو ناجائز کہا جائے۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہار شریعت میں لکھتے ہیں: ”اجارہ میں اجرت محض عقد سے مِلک میں داخل نہیں ہوتی یعنی عقد کرتے ہی اُجرت کا مطالبہ درست نہیں یعنی فوراً اُجرت دینا واجب نہیں اُجرت ملک میں آنے کی چند صورتیں ہیں: 1 اُس نے پہلے ہی سے عقد کرتے ہی اُجرت دیدی دوسرا اس کا مالک ہو گیا یعنی واپس لینے کا اُس کو حق نہیں ہے، 2 یا پیشگی لینا شرط کر لیا ہو اب اُجرت کا مطالبہ پہلے ہی سے درست ہے، 3 یا منفعت کو حاصل کر لیا مثلاً مکان تھا اُس میں مدتِ مقررہ تک رہ لیا یا کپڑا درزی کو سینے کے لیے دیا تھا اُس نے سی دیا، 4 وہ چیز مستاجر کو سپرد کر دی کہ اگر وہ منفعت حاصل کرنا چاہے کر سکتا ہے نہ کرے یہ اُس کا فعل ہے مثلاً مکان پر قبضہ دے دیا یا اجیر نے اپنے نفس کو تسلیم کر دیا کہ میں حاضر ہوں کام کے لیے تیار ہوں کام نہ لیا جائے جب بھی اُجرت کا مستحق ہے۔ (بہار شریعت، 3/110)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 غیر مسلم حکومت سے الاؤنس لینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں کچھ عرصہ قبل پاکستان سے بیلجیم کے شہر برسلز رہنے گیا اور وہاں تقریباً ڈیڑھ سال میں نے ایک کمپنی میں ملازمت کی، اب میری وہ ملازمت چھوٹ گئی ہے اور میں بے روزگار ہوں، سوال میرا یہ ہے کہ یہاں کی گورنمنٹ جو کہ غیر مسلموں کی ہے وہ بے روزگاروں کو اپنی طرف سے الاؤنس دیتی ہے تو میرا گورنمنٹ سے وہ الاؤنس لینا کیسا ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں اگر آپ گورنمنٹ کی پالیسی اور شرائط پر پورا اتر رہے ہیں اور کوئی دھوکا نہیں دے رہے تو آپ کا اس گورنمنٹ سے بے روزگاروں کو ملنے والا الاؤنس لینا جائز ہے کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے ملنے والا الاؤنس آپ کے حق میں ہبہ ہے اور کافر سے ایسا ہبہ قبول کرنا جس سے مسلمان کے دین پر اعتراض نہ ہو جائز ہے اسی طرح کافر کا مال بغیر دھوکا دیے اس کی رضامندی سے لینا جائز ہے۔

کافر کا مال دھوکا دیے بغیر لینا جائز ہے۔ چنانچہ فتح القدیر میں ہے: ”وانما یحرم علی المسلم اذا کان بطریق الغدر (فاذا لم یأخذ غدرا فبأی طریق یأخذہ حل) بعد کونہ برضا“ ترجمہ: مسلمان پر کافر کا مال صرف اسی صورت میں حرام ہے جب دھوکے کے طور پر ہو، پس جب دھوکے سے نہ لے تو جس طریقے سے بھی لے گا حلال ہو گا، جبکہ اس کی رضامندی سے لیا ہو۔ (فتح القدیر، 7/39)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”غیر ذمی سے بھی خرید و فروخت، اجارہ و استیجار، ہبہ و استیہاب بشروطہا جائز۔۔۔ اس کا ہدیہ قبول کرنا جس سے دین پر اعتراض نہ ہو۔۔۔ حلال ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، 14/421 ملتقطاً)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاروباری مسائل جاننے کے لئے ہماری ویب سائٹ
www.iecdawateislami.com
کے ذریعے Take Appointment پورٹل پر لاگ اِن ہو کر Appointment لے سکتے ہیں۔

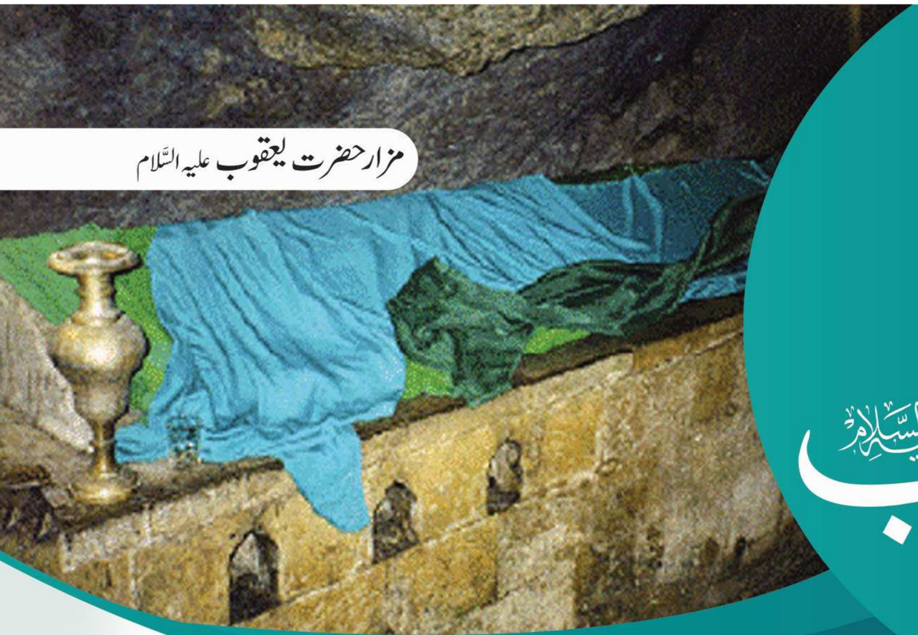

انبیائے کرام کے واقعات

حضرت سیّدُنا یعقوب علیہ السّلام

(قسط:02)

مولانا ابو عبید عطّاری مَدَنی*

کنویں کا پانی اوپر آگیا جب آپ علیہ السّلام اپنے ماموں کے پاس پہنچے تو وہاں قحط سالی تھی ماموں کے پاس بہت ساری بکریاں تھیں جبکہ کنواں ایک ہی تھا اور اس کا پانی بھی کم ہو چکا تھا جس کی وجہ سے بکریاں پوری طرح سیر اب نہ ہو پاتیں، ماموں نے آپ کو یہ صورتِ حال بتائی تو آپ علیہ السّلام کھڑے ہوئے اور کنویں سے ایک ڈول پانی نکالا پھر تھوڑا سا پیا اور بقیہ بچا ہوا پانی کنویں میں واپس ڈال دیا تو کنویں کا پانی اوپر آنے لگا یہاں تک کہ پہلے جہاں تک رہتا تھا اس سے بھی مزید اوپر آگیا جب ماموں نے یہ حیرت انگیز معاملہ دیکھا تو آپ علیہ السّلام سے اپنی خواہش ظاہر کی کہ آپ میرے پاس ٹھہر جائیں اور یہیں قیام کریں، آپ نے ماموں کی بات مان لی اور وہیں قیام پذیر ہو گئے آپ علیہ السّلام نے ماموں کی چھوٹی بیٹی کے لیے نکاح کا پیغام دیا تو ماموں نے کہا: کیا آپ کے پاس حق مہر کے لیے کچھ مال ہے تاکہ میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کروں؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس کچھ نہیں، البتہ میں حق مہر کے لیے سات سال تک تمہاری خدمت کرلوں گا، اس طرح آپ علیہ السّلام سات سال تک ماموں کی بکریوں کی دیکھ بھال کرتے رہے[1] سات سال بعد ماموں نے چھوٹی کے بجائے اپنی بڑی بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا، آپ علیہ السّلام نے اس کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا: ہمارے یہاں بڑی سے پہلے اگر چھوٹی کی شادی کر دی جاتی ہے تو باپ کو سخت عار و شرم دلائی جاتی ہے، کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ لوگ مجھے شرم و عار دلائیں؟[2] آپ علیہ السّلام مزید پانچ یا سات سال ماموں کے کاموں کی دیکھ بھال کرتے رہے یہاں تک کہ پہلی زوجہ کے انتقال کے بعد ماموں نے اپنی چھوٹی بیٹی راحیل کا نکاح بھی آپ علیہ السّلام سے کر دیا۔[3]

لعاب کی برکتیں جب حضرت یعقوب علیہ السّلام اپنے گھر واپس جانے لگے تو ماموں نے کہا: میرے پاس مزید ایک سال ٹھہر جاؤ، میں آپ کو اس کا معاوضہ دوں گا۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا: مجھے کیا ملے گا؟ اس نے کہا: میں بکریوں کو دو حصوں میں تقسیم کروں گا اور ایک حصّے میں جو بھی بکرا پیدا ہو گا وہ آپ کو دوں گا۔ آخر کار آپ علیہ السّلام اپنے ماموں کے پاس مزید ایک سال ٹھہر گئے، حضرت جبرائیل علیہ السّلام کریم نبی حضرت یعقوب علیہ السّلام کے پاس حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے: آپ! فلاں جگہ جایئے اور وہاں کے درختوں کے پتوں کو لے کر ان پر اپنے لعاب والی پھونک ماریں پھر ان پتوں کو وادی میں پھیلا دیں، بکریاں ان پتوں کو کھائیں گی تو سب بچّے نَر پیدا ہوں گے۔ آپ علیہ السّلام نے ایسا ہی کیا تو ریوڑھ کے اس حصّے میں صرف نَر بچے پیدا ہوئے۔ ماموں پر یہ بات بڑی ناگوار گزری، لہٰذا ماموں

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کراچی

نے کہا: ایک سال مزید رک جاؤ، میں دوسرے حصّے سے پیدا ہونے والی نسل میں مادہ بچے آپ کو دے دوں گا؟ آپ علیہ السّلام مزید ایک سال وہاں ٹھہر گئے۔ حضرت جبرائیل معزّز نبی حضرت یعقوب علیہ السّلام کی بارگاہ میں دوبارہ حاضر ہوئے اور پہلا والا عمل دوبارہ کرنے کا عرض کیا، آپ علیہ السّلام نے ویسا ہی کیا تو اس بار دوسرے حصّے کی بکریوں نے مادہ بچّے جنے اس طرح آپ کی بکریوں کی تعداد ماموں کی بکریوں سے بڑھ گئی۔[4] پھر آپ علیہ السّلام پر وحی کا نزول ہوا اور حکم ہوا کہ اپنی قوم اور والد کے شہروں کی جانب روانہ ہو جائیں تو آپ علیہ السّلام اپنے بیوی بچّوں اور مال و اسباب کو لے کر وہاں سے کوچ کر گئے۔ راستے میں ایک مقام پر فرشتوں نے آپ علیہ السّلام کو واپس لوٹ آنے پر خوش آمدید کہا، آخر کار آپ علیہ السّلام اپنے والدِ محترم حضرت اسحاق علیہ السّلام کے پاس پہنچ گئے اور زمینِ کنعان کی بستی حبرون میں قیام فرمایا اس کے بعد والدِ محترم حضرت اسحاق علیہ السّلام بیمار ہوگئے اور وفات پاگئے حضرت یعقوب علیہ السّلام نے اپنے بھائی عیص کے ساتھ مل کر والدِ محترم کی تدفین کی۔[5]

بادشاہ کو شکست فاش دی سر زمینِ کنعان پر ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا جس کا نام سمیم بن داران تھا۔ جب اسے یہ خبر ملی کہ حضرت یعقوب علیہ السّلام کنعان آچکے ہیں تو اس بادشاہ نے اپنے پورے لاؤ لشکر کو جمع کیا اور حضرت یعقوب علیہ السّلام سے جنگ کرنے کا ارادہ کرکے آپ کے پاس پہنچ گیا اور پوچھنے لگا: آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ حضرت یعقوب علیہ السّلام نے جواب دیا: میں اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم کا پوتا حضرت اسحاق کا بیٹا یعقوب ہوں، میں تمہیں خدا وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں اور تم اس بات کا اقرار کرو کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اگر تم اللہ پر ایمان لاتے ہو تو وہ تمہیں بہت زیادہ ثواب عطا فرمائے گا ورنہ میں تم سے رضائے الٰہی کی خاطر جہاد کروں گا، یہ سن کر بادشاہ غضب ناک ہو گیا اور کہنے لگا: آپ کیسے میرے ساتھ جہاد کریں گے، آپ کے پاس تو نہ لشکر ہے نہ سپاہی؟ حضرت یعقوب علیہ السّلام نے اپنے دس بیٹوں کی طرف دیکھا اور فرمایا: میں اللہ کی مدد سے، اس کے فرشتوں کی مدد سے اور اپنے بیٹوں کی مدد سے تمہارے خلاف جہاد کروں گا، پھر وہ وقت بھی آگیا جب یعقوب علیہ السّلام نے اس سے جہاد شروع کر دیا جنگ طویل ہوگئی تو آپ علیہ السّلام بادشاہ کے محل کی طرف متوجّہ ہوئے اور اپنے ایک بیٹے سے فرمایا: اس محل کو اللہ کے حکم سے گرادو، بیٹے نے اللہ کے نبی علیہ السّلام کا حکم سنتے ہی اپنے پاؤں کی ٹھوکر ماری تو محل کا دروازہ گر گیا، آپ علیہ السّلام نے دُعا کی: اے اللہ! تو ہمیں فتح دے تو ہی بہترین فتح دینے والا ہے، دُعا کا اثر ظاہر ہوا اور محل کی دیواریں زمین بوس ہوگئیں، بادشاہ اور اس کا لشکر دَب کر مر گیا، اہلِ کنعان کو یہ خبر پہنچی تو ان کے دلوں میں آپ علیہ السّلام کی عظمت بیٹھ گئی اور وہ سب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ پر ایمان لے آئے۔[6]

(جاری ہے)

---

(1) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص102 (2) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص103 (3) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص103 - خازن، یوسف، تحت الآیۃ: 7، 3/5 ملخصاً (4) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص103 (5) قصص الانبیاء لابن کثیر، ص287 تا 290 (6) قصص الانبیاء للکسائی، ص155۔

انفرادی اور اجتماعی معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک انداز پر ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے مضامین کا مجموعہ بنام

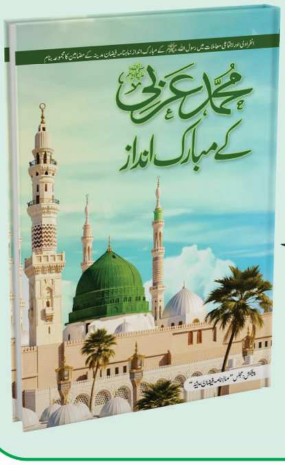

آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک انداز

دیے گئے کیو آر کوڈ کی مدد سے ڈاؤن لوڈ کیجیے۔

مقامِ اَجنادین

حضرت عَمْرو بن سَعید رضی اللہ عنہ

مولانا عدنان احمد عطّاری مَدَنی*

ایک صحابی رضی اللہ عنہ انگوٹھی پہنے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو دریافت فرمایا: تمہارے ہاتھ میں یہ انگوٹھی کیسی ہے؟ عرض کی: یارسول اللہ! یہ انگوٹھی میں نے خود بنائی ہے۔ پوچھا: اس پر کیا نقش ہے؟ عرض کی: مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ۔ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تم یہ انگوٹھی مجھے دے دو پھر رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وہ انگوٹھی (بطورِ مہر) استعمال فرمائی اور اس جیسا نقش کندہ کروانے سے سب کو منع فرمادیا، یہ انگوٹھی رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصال تک آپ کے دستِ مبارک میں رہی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق اور پھر حضرت عثمان رضیَ اللہ عنہم کے پاس رہی۔[1] پیارے اسلامی بھائیو! پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جن صحابی کی انگوٹھی کو اپنی انگلی کی زینت بنایا تھا وہ عظیم صحابی حضرت عَمْرو بن سَعید بن عاص رضی اللہ عنہ تھے۔

قبولِ اسلام اور ہجرت حضرت عَمْرو بن سَعید بڑے عقلمند اور سمجھدار تھے آپ سمیت 8 بھائیوں میں سے 5 بھائی اسلام لائے تھے سب سے پہلے حضرت خالد رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے پھر کچھ عرصہ بعد آپ بھی جہالت کی اندھیری وادیوں سے نکل کر ایمان کی روشن شاہراہ پر گامزن ہوگئے۔[2] پہلے حضرت خالد ہجرت کرکے حبشہ پہنچے پھر حضرت عَمْرو رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ کے ساتھ ہجرت کرکے حبشہ چلے آئے اور ایک لمبے عرصے تک حبشہ ہی میں قِیام کیا۔[3]

نیکی کی دعوت آپ کے بھائی حضرت اَبان ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے لہٰذا انہوں نے اپنے دونوں مسلمان بھائیوں کی مذمّت کرتے ہوئے کچھ اشعار کہے، جواب میں حضرت عَمرو بن سَعید رضی اللہ عنہ نے بھی کچھ اشعار کہے: میرا بھائی جیسا بھی ہے میرا بھائی ہے میں اس کی عزّت پر حرف لانے والا نہیں اور وہ بُری بات کہنے میں کمی کرنے والا نہیں ہے، جب اس پر معاملات مشکوک ہو جاتے ہیں تو کہتا ہے: سن لو! کاش کہ مقامِ ظَرِیبہ کا مُردہ زندہ ہوجاتا، (اے بھائی!) تُو اس مُردے (کی فکر) کو چھوڑ دے کہ وہ اپنی راہ جاچکا، اور اس زندہ کی طرف توجّہ کر جو زیادہ محتاج ہے (یعنی اپنے بارے میں غور وفکر کر)۔[4] 3 ہجری غزوۂ بدر کے بعد دونوں بھائیوں نے حضرت اَبان کو ایک خط لکھا: ہم تمہیں اللہ کی یاد دلاتے ہیں کہ تم اسی باطل دین پر مرجاؤ گے جس پر تمہارا باپ مَرا ہے اور تمہارے دونوں بھائی قتل ہوئے ہیں، لیکن حضرت اَبان اب بھی مسلمان نہ ہوئے۔ آخر کار دونوں بھائی ایک سفینے میں بیٹھ کر حبشہ سے روانہ ہوئے یَمَن کے ساحلِ سمندر کے قریب دونوں نے ایک مرتبہ پھر اپنے بھائی ابان کی جانب ایک قاصد کے ہاتھ مکتوب روانہ کیا اور دعوتِ اسلام پیش کی، مکتوب ملنے کے بعد حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا اور مدینے میں اپنے بھائیوں سے جاملے، پھر تینوں بھائی 7 ہجری

* سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

خیبر کے مقام پر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوگئے۔[5]

خدماتِ دینیہ حضرت عَمرو بن سَعید رضی اللہ عنہ نے فتحِ مکہ، غزوۂ حنین، معرکۂ طائف اور جنگِ تبوک میں نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ شرکت کی سعادت پائی۔[6] غزوۂ طائف کے کچھ قیدیوں کو نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مختلف صحابہ کے سپُرد کیا اور حکم دیا تھا کہ ان کو قراٰن پڑھاؤ اور سنّتیں سکھاؤ حضرت عَمرو بن سَعید رضی اللہ عنہ بھی قراٰن پڑھانے والوں اور سنّتیں سکھانے والوں میں شامل تھے۔[7] تینوں بھائیوں کو نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مختلف مقامات پر عامل بنادیا حضرت عمرو رضی اللہ عنہ تبوک، خیبر اور باغِ فَدَک (کے معاملات دیکھنے) کے لیے مقرّر ہوئے۔[8]

عہدہ قبول نہ کیا تینوں بھائی رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ظاہری وفات کی خبر ملتے ہی مدینے پہنچے، بعد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسولُ اللہ کے عاملین سے بڑھ کر کوئی بھی عامل بننے کا حقدار نہیں ہے آپ تینوں اپنے عہدوں پر برقرار ہیں دوبارہ لوٹ جایئے، یہ پیشکش یقیناً تینوں بھائیوں کے لیے ایک بہت بڑا اعزاز تھا لیکن تینوں نے یہ عہدہ قبول کرنے سے انکار کردیا اور عرض کی: ہم رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کسی کے لیے عامل نہیں بنیں گے۔[9]

جوشِ ایمانی حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کے دل میں شہادت کا شوق اور جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جنگِ اَجنادَین میں حضرت عمرو بن سعید کے ساتھ سات یا آٹھ مسلمان دشمنوں کی جانب اپنے ہاتھ پھیلائے کھڑے تھے اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ یہ آیت پڑھ رہے تھے: ترجمۂ کنز العرفان: اے ایمان والو! جب کافروں کے لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان سے پیٹھ نہ پھیرو۔[10] پھر کہنے لگے: جنّت کتنا اچھّا ٹھکانا ہے اور یہ کس کے لئے ہے؟ اللہ کی قسم! یہ اس کے لیے ہے جو اللہ کی رضا پانے کے لیے اپنی جان بیچ دیتا ہے اور اللہ کریم کی راہ میں لڑتا ہے۔[11]

آخری لمحات صحابیِ رسول حضرت عبدُ اللہ بن قُرْط رضی اللہ عنہ (سالِ وفات: 56 ہجری) کہتے ہیں: جنگِ اَجنادَین میں رومی فوج نے بڑا سخت حملہ کیا شدّت اتنی تھی کہ میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ کر حضرت عَمرو رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا، کچھ دشمنوں نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو گھیر رکھا تھا میں نے ایک دشمن پر حملہ کرکے اسے نیچے گرادیا، پھر حضرت عَمرو رضی اللہ عنہ کے قریب ہو کر اپنا نام بتایا تو انہوں نے فرمایا: خوش آمدید! تم میرے مسلمان بھائی ہو اور نسب میں زیادہ قریب ہو۔ اللہ کی قسم! اگر میں شہید ہوگیا تو ضرور تمہاری شفاعت کروں گا، اس وقت حضرت عَمرو رضی اللہ عنہ کی ایک اَبرو کے اوپر تلوار کا گہرا زخم تھا اور آنکھیں خون سے بھر چکی تھیں آپ اس وقت نہ تو پلک جھپک سکتے تھے اور نہ ہی خون کی وجہ سے اپنی آنکھیں پوری طرح کھول پارہے تھے۔ پھر کہنے لگے: اللہ کریم اس زخم کو میرے لیے شہادت کا سبب بنادے اور اس جیسا ایک اور زخم تحفے میں عطا کردے۔ اللہ کی قسم! اگر میرا شہید ہوجانا آس پاس کے مسلمانوں کے حوصلے پست نہ کرتا تو میں ان دشمنوں پر آگے بڑھ بڑھ کر حملے کرتا کیونکہ شہادت کا ثواب بہت زیادہ ہے اور دنیا تو ایسا گھر ہے جس میں کوئی سلامت نہیں رہ پاتا۔[12] کچھ دیر نہ گزری تھی کہ دشمنوں کے ایک جتھے نے ہم پر حملہ کیا (تو غبار چھا گیا لیکن) حضرت عمرو اپنی تلوار لے کر اس جتھے میں گھس گئے اور دیر تک لڑتے رہے۔ غبار کچھ چھٹا تو ہم نے ان دشمنوں پر حملہ کیا اور ان کے تین ساتھی مار گرائے لیکن اس وقت تک حضرت عمرو نیچے گر کر شہید ہوچکے تھے ان کے جسم پر 30 سے زیادہ زخم تھے،[13] آپ کے دونوں بھائی حضرت خالد اور حضرت ابان رضی اللہ عنہما بھی اسی جنگ میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔[14] ایک قول کے مطابق اس جنگ میں مسلمانوں نے بروز پیر 18 جُمادَی الاُولیٰ سن 13 ہجری کو فتح حاصل کی تھی۔[15]

---

(1) الاستیعاب، 3/261- طبقات ابن سعد، 1/367 (2) تاریخ ابن عساکر، 16/68 (3) الاستیعاب، 3/261- مستدرک، 4/261، حدیث: 5097 (4) تاریخ ابن عساکر، 46/22 (5) طبقات الکبیر لابن سعد، 5/9 (6) الاستیعاب، 3/261 (7) مغازی للواقدی، ص 932 ماخوذاً (8) الاستیعاب، 3/261 (9) مستدرک، 4/275، حدیث: 5134 (10) پ9، الانفال: 15 (11) تاریخ ابن عساکر، 46/25 ملخصاً (12) تاریخ ابن عساکر، 46/26 (13) تاریخ ابن عساکر، 46/26- الاصابہ، 4/528 (14) تاریخ ابن عساکر، 16/84 (15) تاریخ ابن عساکر، 28/139۔

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

جُمادَی الاُولیٰ اسلامی سال کا پانچواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، علمائے اسلام اور اَولیائے عظام کا وِصال ہوا، ان میں سے 121 کا مختصر ذکر ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1438ھ تا 1446ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے، مزید 11 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

شہدائے محاصرۂ مکّۂ مکرّمہ: حجاج بن یوسف نے یکم ذوالحجۃ الحرام 72ھ کو حضرت عبدُ اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور آپ کے لشکر کا مکّۂ مکرّمہ میں محاصرہ کیا، جو تقریباً ساڑھے پانچ ماہ جاری رہا، 17 جُمادَی الاولیٰ 73ھ کو حضرت عبدُ اللہ بن زبیر رضی اللہُ عنہما کو آپ کے 240 جانثاروں کے ہمراہ شہید کردیا گیا۔[1]

1 حضرت ابو کلاب بن ابو صَعْصَعَہ عَمرو بن زید مازنی انصاری رضی اللہُ عنہ مدینۂ منوّرہ میں قبیلہ خَزرَج کی شاخ بنی مازن میں پیدا ہوئے، غزوۂ اُحد سے پہلے اسلام لائے، غزوۂ اُحد اور بعد کے غزوات و جنگوں میں شریک رہے، غزوۂ موتہ (جمادی الاولیٰ 8ھ) میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔[2]

اور عبد اللہ بن عَمارہ بن قُدّاح نے ”نسب الانصار“ (انصار کے نسب) میں کہا: عوف کی اولاد میں سے قیس بن ابی صعصعہ اور ان کا بھائی ابو کلاب تھے، جنہوں نے جنگ اُحد اور اس کے بعد کی دیگر جنگوں میں شرکت کی، یہاں تک کہ وہ دونوں جنگ مؤتہ میں شہید ہوگئے۔ اور ابنِ سعد نے بھی یہی ذکر کیا ہے کہ وہ دونوں مؤتہ میں شہید ہوئے۔

عُلمائے اسلام رحمہمُ اللہُ السّلام

2 حجۃ الاسلام امام اسحاق بن منصور مَرْوَزی کَوسَج رحمۃُ اللہِ علیہ حنبلی فقیہ، ثِقہ راوی، حافظُ الحدیث تھے، آپ کے مشائخ میں حضرت سفیان بن عیینہ اور وَکیع بن جَراح جیسے محدّثین اور شاگردوں میں شیخ ابوزُرعہ رازی اور ابوبکر بن خُزیمہ جیسے اکابرین تھے۔ آپ 170ھ کے بعد پیدا ہوئے اور 20 جُمادَی الاولیٰ 251ھ میں وصال فرمایا۔ تدفین نیشاپور، ایران میں کی گئی۔[3]

3 امام علامہ ابوالقاسم محمد بن احمد کلبی غرناطی مالکی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش 693ھ کو غرناطہ، اندلس میں ہوئی اور 7 جمادی الاولیٰ 741ھ کو معرکہ طریف، اندلس میں شہید ہوئے۔ آپ فقیہ و شاعر، مؤلف و خطیب، مؤرخ و کاتب تھے، زندگی بھر تدریس، خطابت، تصنیف اور وعظ و نصیحت میں گزاری۔ ایک درجن کتب میں التسہیل لعلومِ التنزیل، الانوارُ السنیہ اور تصفیۃُ القلوب اہم ہیں۔[4]

مزار خواجہ معظّمُ الدّین مرولوی رحمۃُ اللہِ علیہ

مزار مفتی محمد صاحب داد خان جمالی رحمۃُ اللہِ علیہ

4 قُدوۃُ السّالکین خواجہ معظّمُ الدّین مرولوی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش مرولہ (موجودہ نام معظم آباد شریف)، ضلع بھلوال، پنجاب میں 1247ھ میں ہوئی، آپ حافظِ قراٰن، سند یافتہ عالمِ دین، خواجہ شمس العارفین سیالوی کے مرید و خلیفہ اور خانقاہ معظمیہ کے بانی ہیں۔ ہزاروں لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے، وصال 10 جمادی الاولیٰ 1325ھ کو فرمایا، مزار معظم آباد شریف میں مَرجع خلائق ہے۔[5]

5 فقیہہ حبیبہ بنت محمد بن جعفر کَتّانی رحمۃُ اللہِ علیہا کی پیدائش

* رکن مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی) ونگرانِ مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ، کراچی

1303ھ کو فاس مغرب میں ہوئی اور جمادَی الاولیٰ 1344ھ کو دمشق شام میں وصال فرمایا۔ تدفین جبلِ قاسیون میں کی گئی۔ آپ حافظہ، فقیہہ، عارفہ، صالحہ اور عابدہ تھیں، علمِ دین والدِ محترم امام محمد بن جعفر کَتانی رحمۃُ اللہِ علیہ سے حاصل کیا۔ اجازت دادا شیخ جعفر کَتانی، پھوپھی زاد بھائی شیخ محمد بن عبد الکبیر کَتانی، حبیب احمد بن حسن عطاس اور شیخ بدرالدین بیبانی حسنی وغیرہ سے لی۔ آپ نے وطن سے مدینۂ منوّرہ اور وہاں سے دِمَشق ہجرت کی۔[6]

6 مفتی ہزارہ حضرت مولانا مفتی احمد جی چشتی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش 3 ربیع الاول 1288ھ کو ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور 8 جمادَی الاُولیٰ 1363ھ کو وصال فرمایا۔ آپ جید عالمِ دین، مدرّس اور مفتیِ اسلام تھے، آپ نے تقریباً 50 سال تدریس وفتاویٰ نویسی کی خدمات سرانجام دیں۔ تحریک ختمِ نبوّت میں اپنے مرشد قبلۂ عالم پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب کے ساتھ بھرپور شریک رہے۔[7]

7 مفتیِ اعظم پاکستان مفتی محمد صاحب داد خان جمالی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش 1316ھ میں لونی ضلع سبی، بلوچستان میں ہوئی اور وصال یکم جمادَی الاُولیٰ 1385ھ کو فرمایا۔ آپ کا مزار سلطان کوٹ ضلع شکارپور، سندھ میں ہے۔ آپ فاضل مدرسہ ہاشمیہ قاسمیہ گڑھی یاسین، حُسنِ ظاہری و باطنی سے مُرصع، قاضی القضاہ ریاست قلات، مُدیر ماہنامہ الہمایون والاسلام سلطان کوٹ، سلسلہ قادریہ سے منسلک، جامعہ راشدیہ پیر جوگوٹھ سمیت کئی مدارس کے مدرّس، رئیس الافتاجے یو پی کراچی، مجاہد تحریک پاکستان و تحریک ختمِ نبوّت، 24 سے زائد کتب و رسائل کے مصنف تھے۔[8]

8 استاذ العلماء والاطباء، علّامہ مفتی حکیم محمد یعقوب خان سیالکوٹی رحمۃُ اللہِ علیہ تقریباً 1330ھ کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور 5 جمادَی الاُولیٰ 1418ھ کو وصال فرمایا۔ قبرستان رنگ پور سیالکوٹ میں تدفین ہوئی۔ آپ فاضل دارالعلوم حزبُ الاحناف لاہور و جامعۃ الازہر مصر، مستند حکیم، مفتی شہر، مرید امیرِ ملت، امام و خطیب جامع مسجد چوہدریاں رضویہ جماعتیہ المعروف علامہ محمد یعقوب خان والی مین بازار رنگ پور، بانی مجاہد دواخانہ اور مجاہد لیبارٹیز تھے۔[9]

اولیائے کرام رحمھمُ اللہُ السّلام

9 حضرت شاہ عالم سیّد محمد المعروف شاہ منجھن بخاری رحمۃُ اللہِ علیہ سلسلہ سہروردیہ کے شیخِ طریقت، علمِ ظاہری و باطنی میں کامل، اپنے والد برہانُ الدّین قطبِ عالم بخاری اور شیخ احمد کھٹو مغربی کے خلیفہ تھے۔ وصال 8 جمادی الاولیٰ 880ھ کو فرمایا، مزار احمد آباد صوبہ گجرات ہند میں ہے۔[10]

10 امام العاشقین شاہ رکنُ الدّین عشق عظیم آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش 1127ھ اور وفات 1203ھ میں ہوئی، عرس 7 جمادَی الاُولیٰ کو ہوتا ہے۔ مزار خانقاہ تکیہ، محلّہ متین گھاٹ، پٹنہ، بہار میں مرجع خلائق ہے۔ آپ عابد و زاہد، قادرُ الکلام صاحبِ دیوان شاعر، جامع علومِ شریعت وطریقت، سلسلہ ابو العلائیہ فرہادیہ کے شیخِ طریقت اور مصنف کتب تھے۔[11]

11 پیرِ طریقت مولانا غلام نبی بار والے رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش پنڈ دادنخان میں ہوئی اور 14 جمادی الاولیٰ 1373ھ کو وصال فرمایا، مزار کوٹلی کشمیر میں مولانا بقا محمد کے مزار کے ساتھ ہے۔ آپ قبلۂ عالم خواجہ قاضی محمد سلطان عالم چیچوی کے خلیفہ، عاشقِ مرشد، خوفِ خدا کے پیکر، متقی وپرہیزگار اور جامع مسجد چک حکیماں، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤالدّین کے امام وخطیب تھے۔[12]

---

(1) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 3/39 تا 42- اسد الغابہ، 3/245 تا 247 (2) الاصابہ، 7/285 (3) سیر اعلام النبلا، 10/192 (4) تصفیۃ القلوب، ص 24 تا 41 (5) تذکرہ اکابر اہل سنت، ص 525 تا 527 (6) منطق الاوانی بفیض تراجم اعیان آل الکتانی، ص 76، 77 (7) تذکرہ علماء اہل سنت ایبٹ آباد، 29 تا 36 (8) انوار علمائے اہل سنت سندھ، ص 365 تا 373 کتبہ مزار (9) کتبہ مزار وغیرہ (10) تذکرۃ الانساب، ص 232 (11) شرفاء کی نگری، 2/134 تا 137 (12) گلشن فیض سلطان، ص 109 تا 129۔

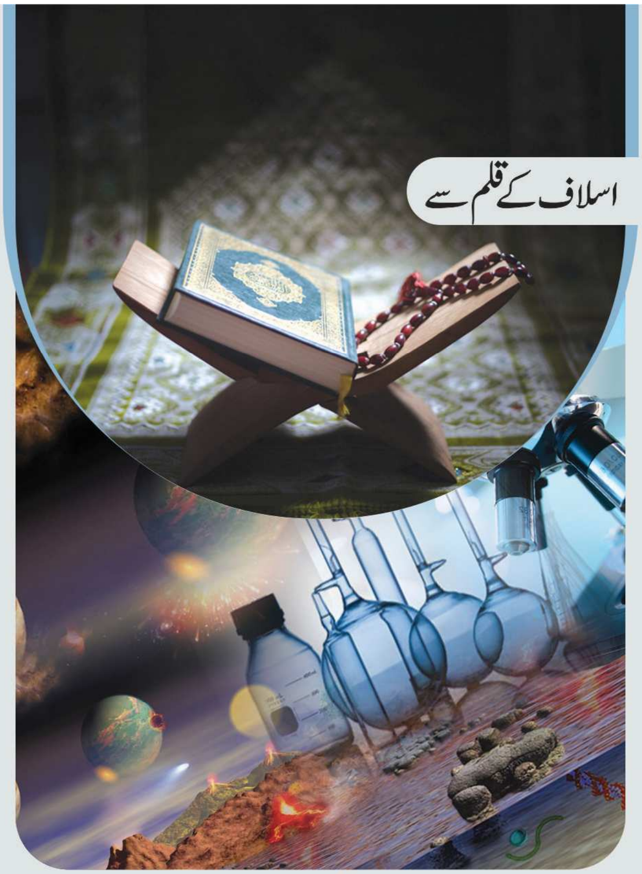

سائنس اور اسلام

علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃُ اللہِ علیہ

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات خالقِ کائنات ہے، وہی مُستَعانِ حقیقی ہے، وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے اور وہی قادرِ مطلق ہے۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱۰۹)﴾[1]

وہی فیّاضِ مُطلق ہے۔ کائنات پر جو فیض ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ فیض کا مبداء اور منتہی اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی نہیں۔ اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ فِعْلُ الْحَكِیْمِ لَایَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ[2]

البتہ اس ذات نے اپنے فیض و تصرّفات کو نافذ فرمانے کیلئے کچھ وَسائل و ذرائع پیدا فرمائے ہیں۔ اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ خدا عاجز ہے (مَعاذَ اللہ) بلکہ ہم فیض لینے میں بغیر وسیلہ کے عاجز ہیں۔ جیسے زمین پر پانی نہ آئے تو اناج نہ ہوگا۔ حالانکہ غلّہ اُگانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے مگر اس پر پانی، بیج اور زمین کی تیاری کو سبب بنا دیا۔ کیا اللہ تعالیٰ ان اسباب کا محتاج ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ احتیاج سے پاک ہے مگر حکمت کو پورا کرنے کیلئے پانی کو غلّہ اگانے کا سبب بنا دیا اسی طرح مارنے والا وہی ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ﴾ ترجمہ: ملائکہ مارتے ہیں۔[3]

کیا اللہ تعالیٰ روح نکالنے میں محتاج ہے؟ (مَعاذَ اللہ) بلکہ حکیم ہو کر حکمت کو پورا کرتا ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم حکمت کو جان لیں۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں۔

لٰہذا خدا پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز سمجھ میں نہ آئے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد کر دے یہ مطلب نہیں کہ جو سمجھ آئے اسے مان لیں اور جو بات سمجھ میں نہ آئے اسے چھوڑ دیں تو یہ نفس کی خواہش اور پیروی ہوگی اور ﴿اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ﴾[4] میں داخل ہوگی۔ لٰہذا جو بات سمجھ آئے یا نہ آئے اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔ خدا اور رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بات حکمت سے خالی نہ ہوگی۔

اگر حواس غلط ہو جائیں تو انسان غلطی کھا جائے گا مثلاً بھینگے کو ایک کی بجائے دو نظر آتے ہیں۔ اب مالک نے اس کو کہا کہ فلاں کمرہ میں میز کے اوپر ایک شیشہ رکھا ہے لے آ، جب وہ کمرہ میں گیا تو اسے دو شیشے نظر آئے پھر وہ تہی دست مالک کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کون سا شیشہ لاؤں تو مالک نے کہا کہ شیشہ تو ایک رکھا ہے مگر غلام نہ مانا تو مالک نے کہا کہ ایک شیشہ کو توڑ دو اور دوسرا شیشہ میرے پاس لاؤ تو چنانچہ وہ گیا اور شیشے کو توڑ دیا تو دوسرا شیشہ غائب کیونکہ دراصل شیشہ تو وہی ایک تھا۔

مگر اس کے حواس غَلَط تھے۔ اس لئے غلطی کا مرتکب ہو گیا اسی طرح دیکھنے والا تو کہتا ہے کہ میں سچّا ہوں مگر رکھنے والا جانتا ہے کہ ایک ہے یا دو۔ وہی اللہ ہر حکمت کو جانتا ہے اور اس کے بتانے سے اس کے بندے بھی جانتے ہیں۔

آج دنیا میں یہ شور مچا ہوا ہے کہ سائنس مذہب پر چھا گئی ہے مگر میں یہ کہوں گا کہ سائنس حواس کی دنیا ہے اور مذہب حواس سے بالاتر ہے۔ مثلاً کوئی شخص فوت ہو گیا تو اس کو کسی نے جلا دیا، کسی نے کھڑا کر دیا، کسی نے قبر میں دفن کر کے لٹا دیا، یہ سب تمہارے حواس کی دنیا تھی۔ اب بتاؤ کہ مُردے کو جلایا، کھڑا کیا یا لٹایا۔ اب اس کے بعد اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ یہ مذہب کی دنیا

ہے جہاں حواس ختم ہو گئے۔ وہاں مذہب کی ابتدا ہے۔

تو آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَلْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْحُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّار یعنی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کی خندقوں میں سے ایک خندق ہے۔[5]

مطلب یہ ہوا کہ اگر خاتمہ ایمان پر ہوا تو جنّت میں ہے ورنہ جہنّم میں اگرچہ قبر کو بہترین بنایا گیا ہو۔ زیب و زینت کی گئی ہو، پھول برسائے گئے ہوں مگر وہ دوزخ میں ہے۔ سائنس کی سمت اور ہے اسلام کی اور۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک شخص مشرق کی جانب جارہا ہے تو دوسرا شخص مغرب کی جانب۔ جہت مخالف سے ملاپ نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح اسلام کا عُروج بلندی کی طرف ہے اور سائنس کا نزول پستی کی طرف ہے لہٰذا ان کا ملاپ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ سائنس اسلام کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ اور اسی طرح اگر ہمارے حالات خراب ہو جائیں تو حواس بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ اگر آج کسی تندرست آدمی کو میٹھی چیز کھلائیں تو وہ مٹھاس محسوس کرے گا اور اگر وہ میٹھی چیز کسی صفراوی مریض کو دیں تو وہ کڑواہٹ محسوس کرے گا کیونکہ اب اس کے حواس غلط ہو گئے ہیں۔ میٹھی چیز کا قصور نہیں ہے۔ اسی طرح جب عقل غلط ہو گئی تو ادراک میں ضرور غلطی پیدا ہو جائے گی۔

کسی کے نظریات کے اندر اختلاف کا ہونا دلیل ہے کہ اس کی عقل میں بھی اختلاف ہے جیسے میری آواز کا آپ تک نہ پہنچنا۔ لاؤڈ سپیکر کے خرابی کی دلیل ہے کیونکہ اگر لاؤڈ سپیکر میں نقص نہ ہوتا تو آواز کی رسائی میں نقص نہ آتا۔ اگر صداقت چاہتے ہو تو زبانِ رسالت کی بات مانو خدا کی قسم آپ وہ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم وہ سنتے ہیں جو ہم نہیں سن سکتے اس لئے فرمایا: اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ ترجمہ: جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے اور جو کچھ میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔

اے عقل کے پیچھے دوڑنے والو! تم سوچتے ہو کہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں۔ ایمان سے کہتا ہوں کہ ہم نے ہلاکت اور موت کی طرف قدم اٹھایا ہوا ہے۔ خدا ہمیں اس ترقّی سے بچائے جس نے عین ہلاکت کے کنارہ پر کھڑا کر دیا ہے اسلام ہمیں حیات دیتا ہے اب اگر ہمارا رُخ آقا کی طرف ہو گیا تو کامیابی ہے ورنہ خرابی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْاۚ﴾ ترجمہ: اور رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں رک جاؤ۔[6]

اب جو کچھ ملے گا بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ملے گا۔ ﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ ترجمہ: اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔[7]

ہمیں کیا پتہ خدا کیسے راضی ہوتا ہے اور خدا کے راضی کرنے کا کیا ذریعہ ہے لہٰذا فرمایا: میرے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خوش کر لو میں خوش ہو جاؤں گا۔ آپ ہزار بار عبادتیں کر لیں محبوب ناراض تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا۔

خدا نے ہمارا رخ آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف کر دیا ہے اور ہم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے محتاج ہیں ایسے ہی جیسے زمین میں غلّہ اگانے کیلئے پانی وسیلہ ہے، سننے کیلئے کان وسیلہ ہیں، دیکھنے کیلئے آنکھیں وسیلہ ہیں اور سوچنے کیلئے دماغ وسیلہ ہے۔ ایسے ہی میں نے اپنی ساری رحمتوں کا وسیلہ اپنے محبوبِ اعظم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بنایا ہے۔ ﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ(۱۰۷)﴾[8]

فرمایا رحیم بالذّات میں ہوں لہٰذا فرمایا: اے محبوب! تم مجھ سے لو اور یہ تم سے لیں۔ "وَاللّٰهُ يُعْطِيْ وَاَنَا قَاسِمٌ" کے یہی معنیٰ ہیں۔ میں خدا وسیلے کا محتاج نہیں ہوں مگر جن کیلئے میں نے تمہیں وسیلہ بنایا ہے وہ وسیلہ کے محتاج ہیں۔

راحم اسمِ فاعل کا صیغہ ہے اور آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سارے جہان کیلئے راحم ہیں اور یہ حقانیتِ اسلام کی تلوار ہے اور یہ کلامِ الٰہی کا اعجاز ہے۔ جس نے تمام قوموں کو اسلام لانے پر مجبور کر دیا اور جو لوگ سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں ان کا نظریہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ صحیح نہیں ہو سکتا اور جن کا نظریہ خدا کے رسول کے ساتھ صحیح نہیں ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا نظریہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

---

(1) ترجمۂ کنزُالایمان: بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (پ1، البقرۃ:109) (2) یعنی حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا (3) پ14، النحل:28 (4) ترجمۂ کنز الایمان: وہ تو نِرے گمان کے پیچھے ہیں۔ (پ27، النجم:28) (5) شرح الصدور، ص67 (6) پ28، الحشر:7 (7) پ5، النسآء:59 (8) ترجمہ کنزُالایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (پ17، الانبیآء:107)

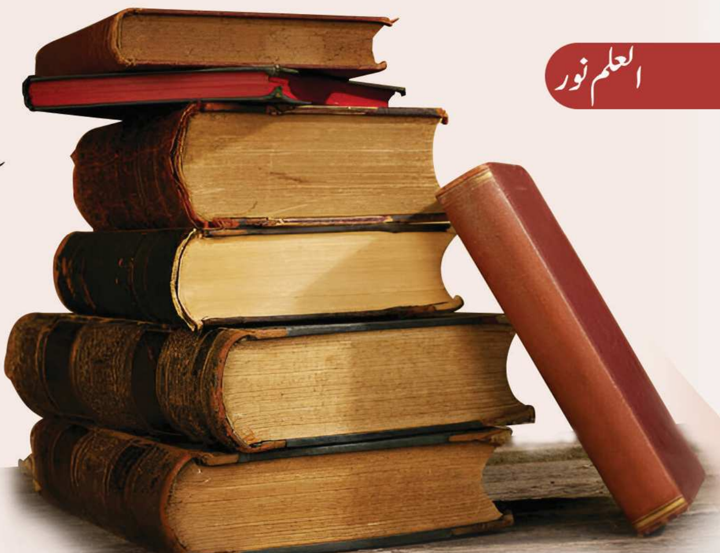

فنِ کتابیات نویسی
(تعارف، اہمیت، میدانات)

مولانا ابوالنور راشد علی عطّاری مَدَنی*

کتابیات جسے عربی میں فِہرس الکُتُب اور انگلش میں Bibliography سے تعبیر کرتے ہیں اس کا سادہ سا مطلب ہے "کتابوں کا ذکر و تعارف" جبکہ اصطلاحی اعتبار سے کتابیات کا اطلاق کتابوں کی دو طرح کی فہرستوں پر ہوتا ہے:

1 کوئی مقالہ یا کتاب لکھتے ہوئے جن کتب میں سے مواد لیا جاتا ہے ان کتب کی فہرست کو اس کتاب یا مقالہ کی کتابیات کہا جاتا ہے عام طور پر اسے مصادِر و مراجع یا ماخذ و مراجع بھی کہتے ہیں۔

2 کسی شخصیت، فن، موضوع، دورانیہ، اسلوب یا صنف کی کتابوں کے تفصیلی یا اجمالی تعارف پر مشتمل کتب کو بھی کتابیات کہا جاتا ہے۔

یہاں کتابیات سے مراد یہی دوسری صورت بیان کی جائے گی۔

تحقیق کے میدان میں محققین کو در پیش مسائل میں سے سب سے اہم مسئلہ کتابیات کے فقدان کا ہوتا ہے کیونکہ کتبِ کتابیات کسی بھی مصنف و محقق کیلئے ریڑھ کی ہڈی یا آکسیجن کی سی حیثیت رکھتی ہیں۔ اسے یوں سمجھیں کہ اگر کسی نے عقیدۂ ختمِ نبوت پر لکھنا ہو تو سب سے پہلے دو باتوں کو طے کرنا ضروری ہے، ایک یہ کہ اس موضوع پر پہلے کیا کیا لکھا جا چکا ہے؟ اور دوسرا یہ کہ اب کیا لکھنا چاہیے؟ ان دونوں پوائنٹس کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ عقیدۂ ختمِ نبوت پر لکھی گئی کتابوں سے آگاہی ہو جو کہ مختلف لائبریریز، ویب سائٹس اور مارکیٹس وزٹ کرنے سے ہو گی یا پھر ان کتب کے تعارف و تذکرہ پر مشتمل کتبِ کتابیات سے معلوم ہو گا۔ جب محققین اور مصنفین اپنے عنوان سے متعلق کتابیات کو پیشِ نظر نہیں رکھتے تو اکثر ایسے عنوانات پر لکھتے رہتے ہیں جو پہلے بھی کئی بار لکھے جا چکے ہوتے ہیں۔ کتابیات سے عدمِ واقفیت کی بنا پر ایک ہی طرز و اسلوب اور مواد پر مشتمل کتب کی بھرمار آج بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

آج کل علمی تحقیق کا پہلے ہی رجحان و ذوق ختم ہوتا جارہا ہے اور اگر کوئی اس میدان میں اترتا بھی ہے تو اسے سب سے پہلے کتابیات (Bibliography) کے فقدان کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ مختلف علوم وفنون پر لکھی گئی کتب کی معلومات پر مبنی کتبِ کتابیات تیار کی جائیں تاکہ اگر کوئی اسکالر کسی موضوع پر کالم، مضمون، مقالہ یا کتاب لکھنا چاہے تو اسے متعلقہ کتابوں کی فہرست ایک جگہ پر مرتب شکل میں مل جائے تاکہ وہ اپنے موضوع پر دستیاب کتب پڑھ کر پورا پورا علمی و تحقیقی کام کر سکے۔

فنِ کتابیات کا آغاز کب ہوا؟

فنِ کتابیات کا آغاز کب ہوا اور سب سے پہلے فہرستِ کتب کب تیار ہوئی؟ اس حوالے سے وکی پیڈیا کے مطابق تیسری صدی قبل مسیح میں اسکندریہ کی ایک لائبریری کا لائبریرین

*ایم فِل اسکالر/ فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

کالیماخوس (Callimachus) سرِفہرست نظر آتا ہے جس نے اپنی لائبریری کی ایک ضخیم فہرست مرتب کی تھی۔ جبکہ عربی میں کتابیات پر سب سے پہلی تصنیف محمد بن اسحاق بن ندیم المعروف ابنِ ندیم (وفات: 438ھ) معتزلی کی ملتی ہے۔[1] یہ کتاب 377ھ میں لکھی گئی۔ اسی طرح ولید الخوارزمی (وفات: 387ھ) کی مَفَاتِیحُ الْعُلُوم، امام فخر الدین الرازی (وفات: 606ھ) کی حَدَائِقُ الْاَنْوَار فِی حَقَائِقِ الْاَسْرَار، علّامہ قطبُ الدّین شیرازی (وفات: 710ھ) کی دُرّۃُ التَّاجِ لِغَرّۃِ الدّبّاج اور دیگر کئی کتبِ کتابیات کے نام ملتے ہیں۔[2]

کتابیات کے اسلوب

کتابیات کے مختلف اسلوب ہیں:

1. اپنے اساتذہ اور ان سے پڑھی ہوئی کتب کا تعارف
2. کسی ایک مصنف کی تمام کتب کا تعارف
3. کسی ایک موضوع (مثلاً تفسیر، فقہ، سیرت، حدیث، تاریخ وغیرہ) کی تمام کتب کا تعارف
4. کسی ایک دورانیہ (مثلاً 1900ء تا 1950ء) کی کتب کا تعارف
5. کسی ایک ادارے کی کتب کا تعارف
6. کسی ایک لائبریری کی کتب کا تعارف
7. صرف کتاب، مصنف اور طابع کا نام مع ملنے کا پتا ذکر کرنا
8. کتاب پر مختصر تبصرہ اور چند سطری تعارف شامل کرنا
9. کتاب کے مندرجات، ترتیب اور موضوع سے مطابقت وغیرہ پر سیر حاصل تبصرہ شامل کرنا۔

چند اہم کتابیات کا تعارف

کتابیات بولا جائے تو اوّلاً فہارس الکتب ہی ذہن میں آتی ہیں لیکن یاد رہے کہ تذکرۃ الاعلام کے تحت ضمناً کتابیات کے ذخیرہ میں بہت اضافہ ہوا ہے، کئی عُلما و محدثین نے ان کتب کا تعارف جمع فرمایا ہے جو انہوں نے اپنے مشائخ سے پڑھیں یا ان کتب کی مشائخ سے اجازت حاصل کی، مثلاً:

- "فِهرس لِابن عَطية" مولف: شیخ ابو محمد عبد الحق بن غالب المروف ابن عطیہ محاربی اَنْدُلُسی (وفات: 542ھ)
- "فِهرسة اِبنِ خَيرالاِشبيلي" مؤلف: ابو بکر محمد بن خیر اشبیلی (وفات: 575ھ)
- "فهرسة اللّبلِي" مؤلف: شہاب الدین احمد بن یوسف بن علی المالکی (وفات: 691ھ)
- "بَرْنامَج الْوَادِی آشی" مؤلف: محمد بن جابر بن محمد اَنْدُلُسی (وفات: 749ھ)
- "اَلْمُعْجَمُ الْمُفَهْرَس اَوْ تَجْرِيْدُ اَسَانِيْدِ الْكُتُبِ الْمَشْهُورَةِ وَالْاَجْزاءِ الْمَنْثُورَة" مؤلف: علّامہ ابنِ حجر عسقلانی (وفات: 852ھ)
- "بَرْنامج المجاری" مؤلف: ابو عبد اللہ محمد بن محمد مجاری اندلسی (وفات: 862ھ)

البتہ جو کتب باقاعدہ فنِّ کتابیات پر مشتمل ہیں ان میں سے چند کا مختصر تعارف یہ ہے:

الفہرست لابنِ ندیم

یہ عربی زبان میں مرتب کی گئی سب سے پہلی کتابیات ہے جو کہ 377ھ میں لکھی گئی، اس کتاب میں اس کے زمانۂ تالیف تک لکھے گئے تقریباً تمام عربی لٹریچر کا تعارف ہے۔

مؤلف محمد بن اسحاق بن ندیم المعروف ابنِ ندیم نے کتاب کو 10 ابواب پر مرتب کیا ہے اور ہر باب کو مقالہ کا نام دیا ہے۔

وہ 10 ابواب یہ ہیں:

(1) اَللُّغَات وَالْكُتُب الْمُقَدَّسه وَعُلُوْمُ الْقُرْاٰن (2) اَللُّغَة وَالنَّحْو (3) اَلْاَخْبَار وَالْاَنْسَاب (4) اَلشِّعْر (5) عِلْمُ الْكَلَام (6) اَلْحَدِيْث وَالْفِقْه (7) اَلْفَلْسَفَات (8) اَلْاَسْمَاء وَالْخرَافَات (9) اَلْاِعْتِقَادَات (10) اَلْكِيْمِيَاء وَالصّنْعه۔[3]

ابنِ ندیم نے کتاب مؤلفین کے ناموں کے اعتبار سے مرتب کی ہے اور ہر مؤلف کے تعارف میں اس کی کتب کا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب میں 2238 مؤلفین کی 8360 کتب کا ذکر کیا گیا ہے۔

کشف الظنون

عربی کتبِ کتابیات میں کَشْفُ الظُّنُوْن کو بہت شہرت حاصل ہے۔ یہ کتاب مصطفیٰ بن عبد اللہ اَلْقُسْطُنْطِیْنی (وفات:1067ء) نے لکھی جو کہ حاجی خلیفہ اور ملا کاتب چلپی کے نام سے معروف تھے۔ کتاب کا پورا نام کَشْفُ الظُّنُوْنِ عَنْ اسامی الْکُتُبِ وَالْفُنُوْن ہے۔ مؤلف نے اس کتاب میں 300 علوم کی تعریفات، 9500 مؤلفین اور 15 ہزار کتب کا تعارف ذکر کیا ہے۔ اس کتاب میں علوم وفنون اور کتب کی ترتیب کے سلسلہ میں حروف تہجی کا اعتبار کیا گیا ہے۔(4)

اس میں کئی بڑی تصانیف کے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں اور مختلف علوم وفنون کے متعلق تفصیلی معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔

ہدیۃ العارفین

اسماعیل بن محمد امین بغدادی (وفات:1339ھ) کی کتاب "هَدِيَّةُ الْعَارِفِين اَسْمَاءُ الْمُؤَلِّفِين وَاٰثَارُ الْمُصَنِّفِين" بھی فَنِّ کتابیات میں ایک اہم اضافہ ہے۔ اس کتاب میں مؤلفین کے نام حروف تہجی کی ترتیب پر دیئے گئے ہیں اور ہر مؤلف کی کتب کا ذکر نام کے ساتھ کیا گیا ہے۔ کتاب دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

الرسالۃ المستطرفۃ

"اَلرِّسَالَةُ الْمُسْتَطْرِفَة" شیخ ابوعبداللہ محمد بن جعفر بن ادریس اَلْکَتَّانِی (وفات:1345ھ) کی ایک عظیم تالیف ہے جو کہ حدیث اور علوم حدیث کی 1400 کتب اور 600 کے قریب محدثین کے تعارف پر مشتمل ہے۔ علامہ کتّانی نے کتاب اور صاحبِ کتاب دونوں کا مختصر تعارف اور تبصرہ شامل کیا ہے۔ کتاب حروف تہجی یا سنِ وصال کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ علامہ کتّانی نے طبقات، فنون، موضوعات اور دیگر کئی اعتبارات سے تقسیم کی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ مفتی مہتاب احمد مدنی نعیمی صاحب نے **"تعارفِ محدثین وکتبِ محدثین"** کے نام سے کیا ہے۔

مراٰۃ التصانیف

عربی کی طرح اردو میں بھی کتابیات کے فن میں لکھا گیا ہے۔ اس کی ایک عظیم مثال شیخ الحدیث حضرت علّامہ مولانا حافظ عبد الستار سعیدی صاحب کی مِراٰۃ التّصانیف ہے۔ اس کتاب میں تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری کے 870 اہلِ قلم کی 5818 کتب کی فہرست مرتب کی گئی ہے۔ پاک وہند کے سنّی لٹریچر سے آگاہی کے لئے یہ ایک اہم کتاب ہے۔

کتابیات کی اہمیت و ضرورت ابتداء میں ذکر کی گئی، طلبۂ تحقیق کو چاہئے کہ اس فن میں بھی ضرور بالضرور پریکٹس کریں، پریکٹیکل کے لئے چند ایسے عنوان پیش کئے جاتے ہیں کہ جن پر کام کرنا وقت کی اہم ضرورت بھی ہے:

- تیرھویں صدی ہجری کی اردو تفاسیر
- چودھویں صدی ہجری کی اردو تفاسیر
- پندرھویں صدی ہجری کی اردو تفاسیر
- تیرھویں صدی ہجری کی اردو کتبِ سیرت
- چودھویں صدی ہجری کی اردو کتبِ سیرت
- پندرھویں صدی ہجری کی اردو کتبِ سیرت
- تیرھویں صدی ہجری کی درسی کتب اور شروحات وحواشی
- چودھویں صدی ہجری کی اردو درسی کتب اور شروحات وحواشی
- پندرھویں صدی ہجری کی اردو درسی کتب اور شروحات وحواشی
- پاک وہند کی اردو مترجم کتبِ حدیث اور سیرت
- اردو فتاویٰ احناف
- پاک وہند کے سنّی رسائل وجرائد

---

(1) https://en.wikipedia.org/wiki/Callimachus#Bibliography (2) تصدیر، کشف الظنون، 1/8 (3) ابن ندیم، الفہرست، مقدمہ، 1/7 (4) تصدیر، کشف الظنون، 1/8۔

نصائح وہدایات (قسط:02) اور رسائل امیرِ اہلِ سنّت

مولانا محمد آصف اقبال عطّاری مَدَنی*

جنّتی محل کا سودا (صفحات:50) ایک روایت کے مطابق دنیا کی محبّت ہر بُرائی کی جڑ ہے۔ قراٰن و سنّت میں محبّتِ دنیا کی بہت مذمّت کی گئی ہے۔ اس رسالے کی ابتدا میں کچھ شانِ اولیا کا بیان ہے، پھر دنیا سے بے رغبتی کا تذکرہ ہے۔ محبّتِ دنیا کی مذمّت پر احادیثِ مبارکہ اور اُن کی وضاحت و شرح، مکانات کی تعمیرات اور تزئین وآرائش میں لگے رہنے کی قباحت، نیکی کی دعوت کا ثواب اور انفرادی کوشش کی اہمیّت اور چند واقعات درج کیے گئے ہیں۔ 11 آیاتِ طیّبہ، 28 احادیثِ کریمہ، 7 اقوال، 16 شرعی اَحکام اور 12 حکایات پر مشتمل رسالے کے آخر میں عبرت انگیز اشعار نیز آخرت کے متعلّق غور و فکر کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

جوانی کیسے گزاریں؟ (صفحات:40) عُمر کا اَہم ترین حصّہ جوانی ہے۔ یہ زندگی کا ایک جنونی مرحلہ ہے، جوانی میں خواہشات کا غلبہ اور شہوات کا زور ہوتا ہے مگر جو اپنی جوانی کی حفاظت کرلے وہ کامیاب وکامران رہتا ہے۔ اس رسالے میں 4 قراٰنی آیات، 12 نبوی ارشادات، 18 اقوال وفرامین اور 4 واقعات وحکایات درج ہیں جن میں جوانی کی اہمیت، جوانی کی حفاظت، جوانی میں عبادت کی فضیلت، پاکیزہ جوانی کے بڑھاپے میں اَثرات وبرکات، سلف صالحین کا جوانی کی قدر کرنا، نیک وصالح نوجوانوں کے ایمان اَفروز واقعات اور جوانی میں توبہ کی فضیلت کا بیان ہے اور گھر میں آنے جانے کے 12 مدنی پھول بھی شامل ہیں۔

ویران محل (صفحات:25) سب جانتے ہیں دنیا فانی ہے، یہاں کے مکانات و محلّات سب عارضی ہیں، ان کی حیثیت ایک مسافر خانے سے زیادہ نہیں۔ اس رسالے میں ایک آیتِ مبارکہ، 10 احادیثِ کریمہ، 9 فقہی احکام، 9 اقوالِ بُزرگانِ دین اور 3 واقعات وحکایات ہیں جن میں دنیا کی ناپائیداری، عظیم الشان محلّات کے فنا ہونے، بُزرگانِ دین کی مدنی سوچ، عقل مندوں کے کام، قبر و موت کا تصور اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے کا تذکرہ ہے۔ آخر میں کفن کے 16 مدنی پھول درج ہیں جن میں کفن کے احکام، مرد و عورت کے کفن کی تفصیلات اور کفن پہنانے کی نیّت وطریقہ بیان ہوا ہے۔

101 مدنی پھول (صفحات:32) ایک بندۂ مؤمن کے شب وروز اور دیگر معمولاتِ زندگی سنّتِ نبوی اور آداب کے ساتھ گُزریں تو اُسے بے شُمار بھلائیاں اور بَرَکتیں نصیب ہوتی ہیں۔ آدابِ زندگی کو بیان کرنے والے 101 مدنی پھولوں پر مشتمل اس رسالے میں 19 احادیثِ مبارکہ، 23 شرعی و فقہی اَحکام، 14 اقوالِ بزرگانِ دین، ایک واقعہ اور 14 وظائف واوراد مذکور ہیں۔ جن کی روشنی میں سلام کرنے، ہاتھ ملانے، بات چیت کرنے، چھینکنے کے، ناخن

* رکنِ مجلس اسلامک ریسرچ سنٹر المدینۃ العلمیہ، کراچی

کاٹنے کے، جوتے پہننے کے، گھر میں آنے جانے کے، سُرمہ لگانے کے اور سونے جاگنے کے مدنی پھول ذکر کیے گئے ہیں جو کہ کثیر شَرعی اَحکام، سنّتوں اور آداب پر مشتمل ہیں۔

163 مدنی پھول (صفحات:40) شریعت وسنّت کی پیروی دونوں جہان کی بہتری کا باعث ہے، یہی پسندیدہ وپاکیزہ زندگی ہے۔ اس رسالے میں بعض معمولاتِ زندگی کو سنّت وآداب کے سانچے میں ڈھالنے والے 163 مدنی پھول یکجا کیے گئے ہیں۔ پانی پینے کے، چلنے کے، تیل ڈالنے اور کنگھی کرنے کے، زلفوں اور سَر کے بالوں وغیرہ کے، لِباس، عمامے، انگوٹھی، مسواک کے اور قبرستان حاضری کے مدنی پھول مذکور ہیں۔ رسالہ ایک آیت مبارکہ، 22 احادیثِ طیبہ، 75 شرعی وفقہی احکام، 33 اقوالِ بُزرگانِ دین، 5 وَظائف، 21 طبّی مدنی پھولوں اور 4 واقعات پر مشتمل ہے۔

خودکشی کا علاج (صفحات:80) خود کو ختم کردینا، خودکشی کرنا شرعی، اخلاقی اور عقلی طور پر قابلِ مذمّت ہے، دینِ اسلام اپنے ماننے والوں کو اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا اور اسے حرام فعل قرار دیتا ہے۔ اس رسالے میں 11 آیاتِ مبارکہ، 31 احادیثِ کریمہ، 55 اقوال، 45 شرعی احکام اور 13 حکایات کی روشنی میں خودکشی کی حُرمت، خودکشی کو حلال سمجھنے کا مسئلہ، خودکشی کے نقصانات، خودکشی کا دَرْدناک عذاب، جہنّم کی سختی، مصائب اور پریشانیوں پر صبر کی ترغیب، تکالیف آنے پر بُزرگوں کا طرزِ عمل، مصیبت کے اسباب، صبر آسان بنانے کا طریقہ، خودکشی کے اسباب، اُن کا حل اور مختلف روحانی علاج وغیرہ کا بیان ہے نیز کلماتِ کفر کی 16 مثالیں بھی ذکر کی گئی ہیں۔

ہاتھوں ہاتھ پھوپھی سے صلح کرلی (صفحات:34) رشتہ جوڑنے کے جہاں دینی واُخروی فوائد ہیں وہاں دنیاوی فوائد بھی بے شُمار ہیں۔ اس رسالے میں صِلۂ رحمی کی تعریف، رشتے داروں کے حُقوق، صلۂ رحمی کے 10 فوائد، رشتہ جوڑنے کی فضیلتیں، رشتہ داروں سے تعلّق توڑنے کی مذمّت، صلۂ رحمی کے متعلّق 7 ہدایات اور رشتہ داروں سے حُسنِ سُلوک کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ یہ رسالہ 6 قراٰنی آیات، 14 نبوی فرمودات، 10 شرعی احکام، 3 اقوال اور 2 حِکایات پر مشتمل ہے۔

جواب دیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ ستمبر 2025ء کے سلسلہ "جواب دیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: محسن محمود (سیالکوٹ)، بنتِ محمد اقبال (چیچہ وطنی)، محمد آصف عطّاری (واہ کینٹ)۔ اِنہیں انعامی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات** 1 حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ 2 حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام** ❁ بنتِ سخاوت (خانیوال) ❁ محمد سلمان عطّاری (میرپور، کشمیر) ❁ بنتِ محمد اعجاز عطّاریہ (سیالکوٹ) ❁ بنتِ بلال عطّاریہ (جڑانوالہ) ❁ بنتِ لیاقت علی (قصور) ❁ محمد عرفان رحیم (ڈی جی خان) ❁ بنتِ محمد شکیل (ٹیکسلا) ❁ عبد العلیم (عمر کوٹ) ❁ بنتِ اللہ دتہ (صادق آباد) ❁ محمد زین العابدین (کراچی) ❁ بنتِ اسلم (کراچی) ❁ بنتِ ظہیر (راولپنڈی)۔

جملے تلاش کیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ ستمبر 2025ء کے سلسلہ "جملے تلاش کیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: احمد جاوید (کراچی)، بنتِ نیر (سمندری)، محمد انس رضا (بہاولپور)۔ اِنہیں انعامی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات** 1 اعلی اخلاق کی تکمیل والے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم، ص54 2 ختمِ نبوت، ص58 3 چھوٹی بچیوں پر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شفقتیں، ص64 4 آنکھوں کے سامنے سے گزرے پر خبر نہ ہوئی، ص56 5 حروف ملایئے، ص56۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام** ❁ عبد القادر (میرپور، کشمیر) ❁ محمد عاقب (لاہور) ❁ محمد مہتاب عطّاری (سیالکوٹ) ❁ بنتِ لیاقت (قصور) ❁ عبد الرحمٰن (رحیم یار خان) ❁ بنتِ حیدر علی (قصور) ❁ بنتِ غلام حسین (عمر کوٹ) ❁ بنتِ عدنان (کراچی) ❁ بنتِ محمد فیاض (نارووال) ❁ بنتِ محمد سلیم (لاہور) ❁ بنتِ افضل (بھکر) ❁ عاطر احمد عطّاری (ٹیکسلا)۔

مزارِ شیخ سید عبد اللہ بن صدقہ بن زَینی دَحلان مکّی

سفر نامہ

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، شیخ عبد اللہ دحلان کی تربت پر حاضری کی روداد

(قسط:01)

مولانا حاجی غلام یاسین عطاری مدنی یمنی*

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن، حضرت مولانا حاجی ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی مَدَّظِلُّہُ العالی نے شیخ عبدُ اللہ دَحلان پر کچھ تحریری کام کیا ہے، لیکن ان کی شخصیت کے حوالے سے انہیں مزید تحقیق مطلوب تھی اس لیے کچھ عرصے سے فقیر غلام یاسین عطاری مدنی بن اکبر دین عطاری کو فرما رہے تھے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری کے خلیفہ ومجاز، شیخ سید عبد اللہ بن صدقہ بن زَینی دَحلان مکّی کی تُربت مبارَکہ انڈونیشیا کے جزیرے مغربی جاوا (West Java) کے ضلع گاروت (Garut) میں ہے، وہاں حاضر ہو کر فاتحہ پڑھیں اور تُربت کی تصاویر مجھے بھیجیں۔ فقیر پچھلے چار سال سے باندا آچے (Banda Aceh) صوبہ آچے، جزیرہ سماٹرا، انڈونیشیا میں مقیم اور دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں میں مصروفِ عمل ہے۔ چونکہ ان کی تربت کے بارے میں تفصیلات معلوم نہیں تھیں کہ ضلع گاروت کے کس مقام پر ہے نیز وہاں کوئی جان پہچان بھی نہیں تھی، اس لیے تاخیر ہوگئی۔ مجھے انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ (Jakarta) سے متصل شہر تانگ رانگ (Tangerang) کے علاقے کَتاپانگ (Ketapang) میں قائم دعوتِ اسلامی کی دینی تربیت گاہ دار السنہ سے سفر کا آغاز کرنا تھا اور وہاں سے گاروت تک کا سفر تقریباً چھ سے سات گھنٹے پر محیط تھا پھر مزید آگے ان کی تُربت کسی نامعلوم دیہی علاقے میں تھی، جہاں ممکن تھا کہ ہوٹل یا رہائش کی سہولیات میسر نہ ہوں، اس لیے ایک دن میں آنا جانا ممکن نہ تھا، رات گزارنا بھی ضَروری تھا۔ یہ سب عوامل تاخیر کا باعث بنے اور فوری جدول نہ بن سکا۔ بہر حال، اکتوبر 2022ء میں دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز، فیضانِ مدینہ کراچی میں انٹرنیشنل تربیتی اجتماع کے موقع پر انڈونیشیا سے مقامی اسلامی بھائیوں کا ایک قافلہ پاکستان آیا۔ ان انڈونیشینز کی ملاقات رکنِ شوریٰ حاجی ابو ماجد سے ہوئی تو انہوں نے ان سے علامہ سیّد عبد اللہ دَحلان مکّی کی تُربت کی تلاش اور اس پر حاضری کا ذہن دیا۔ مقامی ذمّہ دار اسلامی بھائیوں نے نیّت کی کہ ان شآءَ اللہ الکریم ہم وہاں کوئی جان پہچان نکالیں گے اور ان کی تربت تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔

سفر کی ابتدا ہمارا قافلہ نو جنوری 2023ء کو پاکستان سے انڈونیشیا واپس پہنچ چکا تھا۔ یہاں آکر شیخ عبد اللہ بن صدقہ دحلان

*نگران انڈونیشیا مشاورت

رحمۃُ اللہِ علیہ کے علاقے کی معلومات لینے کے لیے اہلِ رابطہ سے جان پہچان نکالنے کی کوشش کی گئی، لیکن کوئی مقامی رابطہ نہ مل سکا البتہ انڈونیشیا کے ایک اور صوبے سے اہلِ بیت کی تاریخ و شجرہ جات کے ماہر اور خاندانِ سادات کے فرد حبیب فارض العیدروس سے معلوم ہوا کہ شیخ عبدُاللہ بن صدقہ دَحلان کی تُربت ضلع گاروت (Garut) کی تحصیل کارانگ پاوی تان (Karang Pawitan) کے گاؤں لباک جایا (Lebak Jaya) متصل چیپرے گیرانگ (Ciparay Girang) میں ہے۔ اب تو ہم نے پکا ارادہ کیا کہ 13، 14 اور 15 جنوری 2023ء کو شیخ عبدُاللہ دَحلان کی تربت کی زیارت کے لیے سفر کریں گے۔ چنانچہ ہم نے تین دن کے اس سفر کے لیے تیاری شروع کی۔ مجھ سمیت پانچ اسلامی بھائی بسطامی، فخر الرازی، زمزمی اور حکیم الدین اس سفر کے لیے تیار ہوئے اور ہم نے ٹرین کی ٹکٹ بھی بک کروالی۔ ہمیں قریبی ریلوے اسٹیشن تانگ رانگ (Tangerang) سے جکارتہ اور وہاں سے گاروت جانا تھا۔

چنانچہ 13 جنوری کو روانگی کے دن صبح تقریباً آٹھ بجے اپنی قیام گاہ دارالسنہ، کَتاپانگ (Ketapang) سے نکلے تو پڑوس میں رہنے والے ایک بھائی ہیری صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں جارہے ہیں؟ بتایا کہ ہمارا قافلہ گاروت جارہا ہے تاکہ شیخ عبدُاللہ بن صدقہ دَحلان رحمۃ اللہ علیہ کی تُربت مبارَکہ کی زیارت کی جاسکے۔ یہ سن کر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا، گھر واپس گئے، اور کچھ ہی دیر میں آکر تقریباً آٹھ ہزار پاکستانی روپے کے مساوی رقم ہمارے ذمّہ دار کو پیش کی۔ انہوں نے بڑی محبّت سے کہا: قافلے کے کچھ اَخراجات میری طرف سے قبول فرمائیں۔

ہم مقامی ٹرانسپورٹ کے ذریعے ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوگئے، رش ہونے کے باوجود ہم بروقت اسٹیشن پہنچ گئے۔ وہاں سے ہم نے بورڈنگ کارڈ حاصل کیے جیسے ہوائی جہاز کے سفر کے لیے حاصل کیے جاتے ہیں، اس کے بعد ہم ٹرین کی جانب روانہ ہوئے۔ ٹرین پہلے سے تیار کھڑی تھی، ہم سوار ہوگئے۔ ماشآءَ اللہ الکریم! ٹرین ایئر کنڈیشنڈ اور صاف ستھری تھی، البتہ تھوڑی سی دشواری یہ تھی کہ سیٹیں بالکل سیدھی تھیں اور پیچھے نہیں کی جاسکتی تھیں۔ چونکہ ہمیں چھ گھنٹے کا طویل سفر کرنا تھا، لیٹنے کی کوئی سہولت نہ تھی، اس لیے ہمیں پورا راستہ اسی طرح طے کرنا پڑا۔ تقریباً چھ گھنٹے کے سفر کے بعد ہم دوپہر تقریباً ڈھائی بجے جاوا جزیرے کے شہر گاروت (Garut) پہنچے۔ جاوا انڈونیشیا کا ایک بڑا جزیرہ ہے، یہاں ٹرینیں چوبیس گھنٹے چلتی رہیں تب بھی اسے مکمّل عبور کرنا مشکل ہے۔ بہرحال اللہ کے فضل سے ہم کامیابی کے ساتھ گاروت پہنچ گئے۔

گاروت شہر میں کچھ دیر قیام ٹرین سے اترنے کے بعد سب سے پہلا خیال یہ آیا کہ کچھ کھالیا جائے، کیونکہ بھوک کی شدّت نماز کے خشوع و خضوع میں خلل ڈال سکتی تھی۔ قریب ہی کوئی ہوٹل تلاش کیا لیکن کھانا دستیاب نہ ہوسکا، کیونکہ دوپہر کے کھانے کے وقت سے ہم لیٹ ہوچکے تھے، چنانچہ ہم پیدل چلتے ہوئے مین روڈ کی طرف بڑھنے لگے کہ شاید وہاں کوئی مناسب ہوٹل مل جائے۔ کچھ فاصلے پر ایک ہوٹل نظر آیا، وہاں کھانا میسّر تھا اور معیاری بھی تھا۔ ہم نے دُعا پڑھ کر کھانا شروع کیا۔ کھانے کے بعد اللہ پاک کا شکر اَدا کیا اور دوبارہ پیدل آگے بڑھنے لگے تاکہ سفر جاری رہے اور لوکل گاڑی آئے تو اس پر سوار ہوکر بقیّہ سفر طے کرلیں۔ کچھ آگے بڑھے تو ایک مسجد نظر آئی، جہاں ہم نے نمازِ ظہر ادا کی اور تقریباً دس بارہ منٹ کے لیے تھوڑا آرام بھی کیا۔ اسی دوران گاڑی آگئی تو کسی نے ہمیں بھی آواز دے دی کہ گاڑی آگئی ہے، چنانچہ ہم مسجد سے نکلے اور گاڑی میں سوار ہوگئے، سادہ سی مقامی گاڑی تھی مگر اس سادگی میں ایک خاص لطف اور ذوق آرہا تھا کہ ہم خلیفۂ اعلیٰ حضرت، شیخ سیّد عبدُ اللہ بن صدقہ دَحلان کی بستی کی جانب روانہ ہوچکے تھے۔ الحمدللہ! سفر نہایت خوشگوار رہا اور دل کو روحانی مَسرّت حاصل ہورہی تھی۔ (باقی آئندہ شمارے میں)

آپ کے تاثرات (منتخب)

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے بارے میں تاثرات وتجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تاثرات کے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں۔

شخصیات کے تاثرات (اقتباسات)

1 مولانا محمد کریم عطاری مدنی (امام و خطیب جامع مسجد امیر معاویہ وندر، بلوچستان): ما شآءَ اللہ! ماہنامہ فیضانِ مدینہ ڈھیروں ڈھیر علمِ دین کا خزانہ اور کئی حکمت بھری باتوں سے لبریز ہوتا ہے، اس میں قرآنی تعلیمات، شرحِ حدیث، فقہی مسائل، معاشرتی، اخلاقی اور تنظیمی تربیت پر مشتمل مضامین قارئین کے لیے نہایت مفید ہیں، بالخصوص سیرتِ امیرِ اہلِ سنّت کے مضامین ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

متفرق تاثرات و تجاویز (اقتباسات)

2 ماہنامہ فیضانِ مدینہ ایک بہترین علمی میگزین ہے، یہ میگزین کئی کتابوں کا نچوڑ اور علم کا خزانہ ہے، ایک گُزارش ہے کہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں پہلے صحّت و تندرستی کے حوالے سے مختلف مضامین پڑھنے کو ملتے تھے جس سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا تھا اگر انہیں دوبارہ شامل کیا جائے تو اُمّتِ مسلمہ کو فائدہ ہو گا۔ (محمد اسد اللہ عطاری، طالب علم درجہ سادسہ مرکزی جامعۃ المدینہ سکھر، سندھ)

3 اَلحمدُ لِلّٰہ اساتذہ کی شفقت سے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے تحریری مقابلہ میں شامل ہونے کی سعادت ملی، اس کی برکت سے مجھے بہت سی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا اور تحریری کام کا ذوق و شوق پیدا ہوا۔ (محمد عرفان عطاری، طالب علم درجہ خامسہ جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ پینسرہ، فیصل آباد)

4 ماہنامہ فیضانِ مدینہ ایک بہت اچّھا میگزین ہے، اس میں مجھے "مدنی مذاکرے کے سوال جواب"، "احکامِ تجارت" اور "سفر نامہ" بہت اچّھے لگتے ہیں۔ (محمد طارق، لاہور)

5 ماہنامہ فیضانِ مدینہ کی تو کیا بات ہے، اس میں ہر عمر کے لوگوں کے لیے علم کا خزانہ موجود ہے، بچے بھی دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ (بنتِ تنویر عطاریہ، قصور)

6 ماشآءَ اللہ! ماہنامہ فیضانِ مدینہ علمِ دین کا خزانہ ہے اور اس سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ (بنتِ اسرار حسین، پھول نگر، قصور، پنجاب)

7 ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں عموماً تمام مضامین بہت اچّھے ہوتے ہیں لیکن مجھے "بچّوں کا ماہنامہ فیضانِ مدینہ" اور عبد الحبیب عطاری بھائی کا "سفر نامہ" پڑھ کر کافی لُطف ملتا ہے، بُزرگانِ دین کی سیرت کا حصّہ بھی بہترین ہے، "درسِ کتابِ زندگی" میرا پسندیدہ مضمون ہے، مجلس سے میری گزارش ہے کہ مدنی چینل کا سلسلہ "نیک خواتین" میں رکنِ شوریٰ حاجی شاہد عطاری صاحب اسلامی بہنوں کے لیے گھریلو ٹوٹکے بیان فرماتے ہیں، ان کے نکات ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں بھی شامل کئے جائیں، اِن شآءَ اللہُ الکریم اس سے اسلامی بہنوں کو بہت فائدہ ہو گا۔ (بنتِ نیّر عطاریہ، فیصل آباد)

feedback

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تاثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923103330935) پر بھیج دیجئے۔

نئے لکھاری
(New Writers)

نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

خوف و غم سے امن کا قرآنی بیان

محمد مبشر عبد الرزاق
(درجۂ سادسہ، جامعۃُ المدینہ فیضانِ فاروقِ اعظم سادھوکی، لاہور)

قِیامت کا دن انتہائی سخت، ہولناک اور دل دہلا دینے والا ہے جب سورج ایک یا دو کمان کے فاصلے پر رہ کر آگ برسا رہا ہو گا، ہر ایک پسینے سے شَرابور ہو گا اور اَمن و سایۂ عرش کے لیے مارا مارا پھر رہا ہو گا، نفسی نفسی کا عالَم ہو گا۔ مگر کچھ خوش نصیب اس وقت بھی خوف و غم سے اَمن میں ہوں گے اللہ پاک نے قراٰنِ مجید میں ان خوش نصیبوں کا ذکر فرمایا اور ان کے اوصاف بھی بیان فرمائے، آیئے آپ بھی ان میں سے 5 اوصاف پڑھیے اور ان پر عمل کی نیّت کیجیے:

1 اطاعتِ الٰہی ہدایت الٰہی کے پیروکاروں کے لیے بشارت ہے کہ انہیں نہ تو قِیامت کی بڑی گھبراہٹ کا خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے بلکہ بے غم جنّت میں داخل ہوں گے جیسا کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(۳۸)﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا اسے نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم۔ (پ1، البقرۃ:38)

2 پرہیزگاری اختیار کرنا جو دنیا میں پرہیزگاری اختیار کرے اور ممنوعات سے بچتے ہوئے عِبادت و اِطاعت کا راستہ اپنا لے تو قِیامت کے دن اس پر کچھ خوف نہ ہو گا اور نہ وہ دنیا و آخرت میں غمگین ہو گا بلکہ قِیامت کے دن اللہ پاک کے فضل و کرم سے بہرہ ور ہو گا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(۳۵)﴾ ترجمہ کنزالعرفان: جو پرہیزگاری اختیار کرے گا اور اپنی اصلاح کرلے گا تو ان پر نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (پ8، الاعراف:35)

3 نیک اعمال کرنا جو مومن دنیا میں رضائے الٰہی کے لیے نیک اعمال کرے گا تو اسے بھی کوئی خوف و غم نہ ہو گا چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۪ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(۶۲)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: جو بھی سچّے دل سے اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئیں اور نیک کام کریں تو ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (پ1، البقرۃ:62)

4 نماز و زکوٰۃ کی ادائیگی نماز و زکوٰۃ عظیمُ الشّان عبادتیں ہیں اور اللہ و رسول کی خوشنودی، ڈھیروں ثواب، دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی کا ذریعہ ہیں، جو خاص رضائے الٰہی کے لیے ان کی ادائیگی کرے گا اسے قِیامت کے دن نہ کچھ خوف ہو گا نہ ہی وہ غمگین ہو گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(۲۷۷)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچّھے کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اُن کا نیگ (اجر و ثواب) ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔ (پ3، البقرۃ:277)

5 رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرنا بغیر احسان جتلائے خالص رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرنے والوں کے لیے اجرِ عظیم اور خوف و غم سے آزادی کی نوید ہے جیسا کہ قراٰنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًىۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(۲۶۲)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اپنے خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں ان کا انعام ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔(پ3، البقرۃ:262)

پیارے اسلامی بھائیو! اسی طرح اللہ پاک نے متعدّد مقامات پر خوف و غم سے اَمن پانے والے لوگوں اور ان کے اوصاف کو بیان کیا ہے، اللہ پاک ہمیں یہ اوصاف پڑھنے اور انہیں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا تشبیہات سے تربیت فرمانا

احمد رضا سلیم
(درجۂ خامسہ، جامعۃُ المدینہ فیضانِ بغداد کورنگی، کراچی)

تعلیم و تربیت کا بہترین انداز یہ ہے کہ بات کو ایسے اُسلوب میں پیش کیا جائے کہ سننے والے کے دل و دماغ پر فوراً اثر کرے اور وہ بات یاد بھی رہ جائے، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم چونکہ معلمِ کائنات ہیں اس لیے آپ علیہ السّلام نے اپنی اُمّت کی تعلیم و تربیت کے لیے نہایت حکیمانہ طریقے اپنائے، ان میں سے ایک اَہم انداز یہ تھا کہ آپ علیہ السّلام تشبیہات کے ذریعے بات کو سمجھاتے یعنی کسی چیز کو دوسری چیز کے ساتھ اس طرح بیان فرماتے کہ گویا دونوں میں گہری مماثلت ہے۔ تشبیہ کا یہ اُسلوب نہ صرف بات کو واضح کرتا ہے بلکہ سامعین کے ذہنوں پر اس کا گہرا اثر چھوڑتا ہے، آیئے چند وہ احادیث پڑھیے جن میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تشبیہ دے کر امت کی رَہنمائی فرمائی۔

1 قراٰن پڑھنے والے مؤمن کی تشبیہ نبیِ مکرّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ کَالْاُتْرُجَّةِ، طَعْمُهَا طَیِّبٌ وَ رِیْحُهَا طَیِّبٌ یعنی وہ مؤمن جو قراٰن پڑھتا ہے اس کی مثال سنگترے کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی عمدہ ہے اور ذائقہ بھی عمدہ ہے۔(بخاری،3/408، حدیث:5020)

یہ تشبیہ ہمیں بتاتی ہے کہ مؤمن جب قراٰن پڑھتا ہے تو اس کی ذات سے نہ صرف خود کو فائدہ پہنچتا ہے بلکہ دوسروں کے لیے بھی نُور و سُکون کا سبب بنتا ہے۔

2 اچھے اور بُرے ساتھی کی تشبیہ نبیِ محترم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ، وَالْجَلِیْسِ السَّوْءِ، کَحَامِلِ الْمِسْكِ، وَنَافِخِ الْكِیْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ: اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَكَ، وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِیْرِ: اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَكَ، وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ رِیْحًا خَبِیْثَةً یعنی اچھے بُرے ساتھی کی مثال مُشک کے اُٹھانے اور بھٹّی دھونکنے والے کی طرح ہے، مُشک اُٹھانے والا یا تو تمہیں ویسے ہی دے گا یا تم اس سے کچھ خرید لوگے یا تم اس سے اچھی خوشبو پاؤ گے اور بھٹّی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلادے گا یا تم اس سے بدبو پاؤ گے۔(مسلم، ص1084، حدیث:6692)

اس تشبیہ سے ہمیں واضح رہنمائی ملتی ہے کہ انسان جس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اس کا اثر ضرور لیتا ہے لہٰذا ہمیں ہمیشہ نیک صحبت کا انتخاب کرنا چاہیے۔

3 منافق کی تشبیہ معلمِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَیْنَ الْغَنَمَیْنِ، تَعِیْرُ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً، وَاِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً یعنی منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان بھٹکتی رہتی ہے کبھی اِدھر جاتی ہے اور کبھی اُدھر۔(مسلم، ص1147، حدیث:7043)

یہ تشبیہ منافق کی دورُخی کو واضح کرتی ہے مؤمن کو چاہیے کہ وہ ثابت قدم رہے اور منافقت سے دور رہے۔

4 دنیا اور آخرت کی تشبیہ اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ الدُّنْیَا کَرَاکِبٍ ظَلَّ تَحْتَ

شَجَرَۃٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا یعنی میرا دنیا سے تعلّق ایسا ہی ہے جیسے ایک سوار کا جو کسی درخت کے نیچے کچھ دیر آرام کرتا ہے، پھر اُٹھتا ہے اور اسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔(مسند احمد، ص241، حدیث:3709)

اس تشبیہ کے ذریعے حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں دنیا کی حقیقت سمجھائی کہ یہ محض عارضی پڑاؤ ہے اصل منزل آخرت ہے۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیم و تربیت میں تشبیہات کا انداز نہایت مؤثّر اور دلنشین ہے، آپ علیہ السّلام نے نہ صرف علمی انداز میں بلکہ عام فہم مثالوں کے ذریعے دین کی باتیں سمجھائیں تاکہ ہر شخص آسانی سے سمجھ سکے، ہمیں بھی چاہیے کہ اپنی گفتگو اور تعلیم میں اسی اُسلوب کو اپنائیں تاکہ بات زیادہ مؤثّر اور دیرپا رہے۔

مصاحبت و ہم نشینی کے حُقوق

محمد حمزہ رضا
(دورۂ حدیث، جامعۃُ المدینہ فیضانِ بغداد کورنگی، کراچی)

زندگی ایک ایسا سفر ہے جس میں ہمارا مختلف لوگوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے، کبھی یہ ملاقاتیں وقتی ہوتی ہیں اور کبھی دیرپا، کبھی انفرادی اور کبھی اجتماعی، ہمارا دینِ اسلام ایک ایسا مکمل دین ہے کہ جو عبادات کے ساتھ ساتھ معاشرتی آداب بھی سکھاتا ہے اسی وجہ سے ہمارے دین نے کسی کے ساتھ کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے کے ساتھ ساتھ دوستی اور ہم نشینی کے بھی حُقوق بیان فرمائے ہیں اس مضمون میں ہم نشینی کے 5 حُقوق بیان کیے جارہے ہیں، پڑھیے اور عمل کیجیے:

1 جگہ کُشادہ کرنا مصاحبت کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ آنے والوں کے لیے جگہ کشادہ کی جائے چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْۚ وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ(۱۱)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو اللہ تمہیں جگہ دے گا اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہو اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔(پ28، المجادلۃ:11)

2 مسکرا کر دیکھنا مصاحبت اور ہم نشینی کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ ساتھ والوں کو دیکھ کر مسکرایا اور خوش ہوا جائے جیسا کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کے چہرے کی طرف (دیکھتے ہوئے) مسکرانا تمہارے لیے صدقہ ہے۔(ترمذی، 3/384، حدیث:1963)

3 رازداری اور امانت مصاحبت کے حقوق میں سے یہ بھی کہ جو بات مجلس میں کی جائے اسے امانت سمجھے اور بلا اجازت آگے نہ پہنچائے، نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے: جب کوئی شخص بات کرے پھر اِدھر اُدھر دیکھے (یعنی یہ ظاہر کرے کہ یہ دوسروں کے لیے نہیں ہے) تو وہ بات امانت ہے۔ (ترمذی، 3/386، حدیث:1966)

4 بدگمانی سے بچنا مصاحبت اور ہم نشینی کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ دوستوں اور ساتھ رہنے والوں کے بارے میں بدگمانی نہ کی جائے جیسا کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔(مسلم، ص1063، حدیث:6536)

5 سلام کو عام کرنا مصاحبت اور ہم نشینی کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ سلام میں پہل کی جائے جیسا کہ حضور جانِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جسے اختیار کرو تو تم آپس میں محبّت کرنے لگو گے؟ (وہ یہ ہے کہ) آپس میں سلام کو عام کرو۔(دیکھیے: مسلم، ص51، حدیث:194)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں اپنے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والوں کے حُقوق کی کامل طور پر پاسداری کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

Go To Index

تحریری مقابلہ کے لیے موصول 481 مضامین کے مؤلفین

لاہور: شان احمد، حسن رضا، محمد اسامہ، علی حیدر، ابو القاسم، مبین حسین عطاری، عبد الرحمٰن مدنی، ابو عبید، ضمیر احمد عطاری، جنید عطاری، تیمور عطاری، کاشف عطاری، ابو بکر بن محمد رشید، ابو بکر شہزاد، ابو سفیان، احسان علی، احمد افتخار، احمد بلال، احمد حسن، احمد رضا، احمد صدیقی، احمد محمد، ارسلان حسن، ارسلان سلیم، اسد علی، اسد اللہ، اسماعیل یوسف، انس احمد، انیس عطاری، اوصاف رضا، اویس علی عطاری، آصف شوکت علی، آفتاب عطاری، بلال اسلم، بلال عباس، حاجی محمد فیضان، حسان احسن اویسی، احمد رضا عطاری، حافظ سخاوت، حافظ عبد الرحمٰن، اویس عطّاری، علی رضا عطّاری، عبد الباسط، عبد اللہ عطاری، محمد بلال، تجمل حسین، توثیق رضوی، محمد حسنین، محمد حماس، ریحان عطاری، مبشر حسین، محمد عمر نقشبندی، نور الحق، محمد ہارون، محمد واصف عطاری، معتصم، حسنین امداد، حسین صادق، حمن الیاس، حنظلہ نورانی، خرم شہزاد، دانش علی، ذوالفقار یوسف، ارسلان رضا عطاری، ذوالقرنین، ذیشان بیگ، ذیشان رضا عطاری، ذیشان علی عطاری، رضا آصف، رضائے مصطفیٰ، رضوان مقبول قادری، زین احمد، ارسلان سلیم عطاری، زین العابدین، سانول فیاض، سرفراز عطاری، سمیر احمد، سید برہان علی، سید زاہد علی، سید نگاہ علی کاظمی، سید عمر گیلانی، سیف اللہ، شان احمد، شجاعت عطاری، کاشف منشاء، جمیل عطاری، محمد احمد عطاری، محمد ذیشان قادری، شہاب الدین، شہران رضا، صبیح اسدی عطاری، کاشف علی بن یوسف، ظہور احمد عُمرانی، محمد بلال رضا، عاکف علی، فیضان ریاض، عامر فرید، محسن رضا سالِف، عامر سہیل مدنی، عبد الرحمٰن امجد، عبد الرحیم عطاری، عبد الرؤف، عبد المبین، عبد الحنان، محمد اسد علی، عبد الرافع عطاری، عبد الرحمٰن عارف، آصف رضا مدنی، عبد الرحمٰن اشرف، عبد اللہ سمیر، عبد اللہ شعیب، عبد المعز قادری، عبد المنان، عبید رضا عطاری، عثمان ارشد، محمد احمد رضا عطاری، عدیل رمضان، علی احمد، علی اسحاق، علی اکبر مہروی، علی رضا، عمیر رشید، غلام رسول ثانی، غلام محی الدین، ابو بکر مدنی، غلام مرتضی عطاری، علی رضا بن اللہ یار، فاحد علی عطاری، فاروق احمد عطاری، ابو بکر عطاری، فخر الحبیب نظامی، فرحان مسعود، محمد عبد اللہ، فرحان منیر، فضیل الرحمٰن، علی احمد عطاری، فیضان علی، فیضان علی نوری، عامر عطاری، حمزہ غلام یاسین، قاسم عطاری، بلال منظور، قمر لطیف عطاری، کاشف علی، کلیم اللہ چشتی، مبشر حسین، مبین حسن، مدثر علی، محبوب مصطفیٰ، محسن بن الطاف، ابدال عطاری، ابو بکر رضوی، عاصم اقبال عطاری، محمد احسان عطاری، محمد عثمان عطاری، محمد احمد رضا، محمد احمد محسنی، محمد ارسلان، محمد اسامہ عطاری، اسجد نوید، اسد جاوید، اشعر عطاری، اشهد رسول مدنی، محمد انس، محمد اویس، محمد آصف، محمد بلال، محمد مبشر عطاری، محمد بہزاد عطاری، محمد محسن علی، پیر بخش مدنی، ثاقب سعید، ثاقب نعیم، محمد ثقلین، محمد جمشید عطاری، محمد جمیل سلیم عطاری، محمد جنید جاوید، محمد حبیب، حسن غلام رسول، محمد حسنین رضا، محمد حسیب، محمد حمزہ، محمد خلیل، محمد دانیال، محمد داوٗد، محمد ذیشان، محمد ذیشان عطاری، محمد رجب رضا، محمد رضائے مصطفےٰ، ریان عطاری، محمد ریحان، ریحان اختر، محمد زیت اللہ عطاری، محمد زین، محمد سفیان عطاری، محمد شاہد، شاہ زیب سلیم، محمد علی عطاری، شبیر رضا، محمد شعبان، شہباز عطاری، شہروز عطاری، محمد شہزاد عطاری، شہیر

Go To Index

رضا عطاری، شیراز حسین، محمد صدیق، محمد طاہر رضا، محمد طیب عطاری، عارش قادری، محمد عاصم اقبال، عامر یعقوب، عبد اللہ امین، محمد عبد الرحمٰن عطاری، عبد اللہ رضوی، محمد عثمان، عثمان سعید، محمد عدنان عطاری، عدیل عاشق، عرفان عطاری، محمد عزیز عطاری، عطائے مصطفیٰ امین، محمد علی، محمد علی اشفاق، محمد عمر رضا، عمران اختر، عمران عطاری، عمیر مشتاق، محمد فہد عطاری،، محمد فیصل رومی عطاری، محمد فیصل فانی، محمد فیصل مختار، محمد قمر شہزاد عطاری، محمد کاشف، محمد مبشر عبد الرزاق، محمد مبین، محبوب رضا، محمد محسن عطاری، مدثر رضوی عطاری، معین رمضان، معین آدم، منیر سعید، مومن خان، محمد ناصر عطاری، محمد نجم، نعمان فیض الرسول، نعمان غلام مصطفیٰ، محمد نواز، محمد واجد، یاسر عطاری، محمد یعقوب، احمد یعقوب، محمد اسماعیل، محمد سلیمان، محمود علی عطاری، مدثر حسین، اسد اللہ عطّاری، منصور عطاری، منظور احمد، منیب، نعمان فیاض، نعمان مسعود، نورالعلی، نیامت علی مدنی، وقار حسین عطاری، وقاص فریاد، وقاص علی، یاسر عباس عطاری، یوسف عطاری۔ **کراچی:** علی رضا عطّاری، محمد شاف، نعیم رضا، شفیق عطاری، امجد علی، احسن نور محمد، احمد رضا، ارتضیٰ، ارسلان اسلم، اریب، اکبر امجد، امیر حمزہ، انس احمد رضا، حافظ محمد حسین، حافظ محمد حنین، حمزہ عثمان، دانیال احمد، داؤد خان، احمد رضا انصاری، ساجد علی عطاری، ساہر رضا عطاری، سدھیر احمد عطاری، سید ایاز علی، رضوان رضا، شیراز، ظفر علی، عبد الباسط، احمد رضا سلیم، عبد الرؤف عطاری، عرفان علی عطاری، فرحان علی، فہد رضا، قربان علی، لقمان اشرف، محتشم خان، محمد ارمان، محمد اکمل، محمد تبسم، محمّد جوّاد، محمد چشتی، حسن اعوان، حماد خان، حمزہ رضا عطاری، محمد شاہ راشدی، رضوان عطاری، محمد طیب، ظاہر عطاری، محمد عادل، محمد عاطف، عبید رضا، عثمان رضا، محمد علی، محمد علیان، محمد عمر رضا، فضیل، فہد عطاری، محمد ہارون، محمد واسق، وقار یونس، یوسف قریشی، مہر اللہ، نصیر احمد عطاری، نعمان رضا عطاری۔ **رائیونڈ:** اسد، ماجد رضا عطّاری، حیدر علی، سراج الدین، عبد الحنان، عبد المجید عطّاری، عتیق الرحمٰن، عرفت علی عطاری، علی اکبر، ماجد علی، اسد رشید، اویس عطاری، بلال ایوب، محمد ذیشان، مزمل حسین۔ **سرگودھا:** فخر ایوب، امیر عمر، محمد عثمان۔ **سیالکوٹ:** فیصل مدنی، ثوبان، فیصل منظور، اویس تبسم۔ **فیصل آباد:** عبد المبین عطّاری، فیضان علی عطاری۔ **متفرق شہر:** سید زوار حسین شاہ (مظفر آباد)، امجد عطّاری (راولپنڈی)، غلام الیاس (عارف والا)۔

تحریری مقابلہ عنوانات برائے فروری 2026ء

صرف اسلامی بھائیوں کے لیے — مقابلہ نمبر: 69

01 تواضع کا قرآنی بیان

02 مقروض پر نرمی کی نبوی تعلیمات

03 مطالعۂ تفسیر کی ضرورت و اہمیت

+923103330935

صرف اسلامی بہنوں کے لیے — مقابلہ نمبر: 44

01 حضور ﷺ کی انبیائے کرام سے محبت

02 مخاطب کو نظر انداز مت کیجئے

03 بے راہ روی کے اسباب

+923486422931

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 نومبر 2025ء

بچوں کا ماہنامہ فیضانِ مدینہ

آؤ بچو! حدیثِ رسول سنتے ہیں

کوئی نیکی چھوٹی نہیں

مولانا محمد جاوید عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک کے پیارے اور آخری نبی حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا یعنی کسی بھی نیکی کو کم تر نہ سمجھو۔ (مسلم، ص1084، حدیث:6690)

نیکی یعنی اچّھا کام، ایسا کام جس سے اللہ پاک خوش ہو یا لوگوں کو فائدہ ہو، جیسے نَماز پڑھنا، دُرود پڑھنا اور امّی ابّو کی بات ماننا وغیرہ۔

ہر نیکی اللہ پاک کو پسند ہے۔ جب ہم اچّھا کام کرتے ہیں تو اللہ پاک خوش ہوتا ہے اور ہمارے دل کو سکون ملتا ہے۔ لوگ بھی ہمیں عزّت دیتے ہیں۔ نیکی ہمیں بہتر اور عزّت دار انسان بناتی ہے۔

پیارے بچّو! نیکی ایک پھول کی طرح ہے۔ اگر ہم ایک چھوٹا سا بیج بوئیں، تو وہ بڑا ہو کر خوبصورت پھول بن سکتا ہے۔ اسی طرح، چھوٹی سی نیکی بھی ہمارے لیے اللہ کی رحمت سے جنّت کا راستہ کھول سکتی ہے۔

کوئی نیکی چھوٹی نہیں ہوتی اور نہ ہی ہمیں کوئی نیکی چھوٹی سمجھنی چاہیے۔ مثلاً: اگر آپ راستے سے پتّھر ہٹاؤ گے تو کوئی ٹھوکر کھا کر گرنے سے بچ جائے گا۔ کسی کو مسکراہٹ کے ساتھ سلام کرو تو اس کا دل خوش ہو جائے گا، ثواب ملے گا۔ گھر میں امّی ابّو، بھائی بہن کی چھوٹی سی مدد کرو تو وہ دُعائیں دیں گے۔ دُرود پاک پڑھو تو اللہ پاک کی رحمت نازل ہو گی۔

یہ سب چھوٹے کام ہیں لیکن اللہ پاک کے نزدیک ان کی بڑی قدر ہے۔

صحابیِ رسول حضرت عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما بازار میں جاکر ہر دکاندار، غریب آدمی اور ملنے والے کو سلام کرتے۔ نہ کوئی چیز خریدتے، نہ کسی سے بات کرتے، صرف سلام کرتے۔ ایک دن حضرت طُفیل رضی اللہُ عنہ نے پوچھا: آپ بازار کیوں جاتے ہیں؟ آپ تو نہ کچھ خریدتے ہیں، نہ کسی دکان پر رکتے ہیں۔ حضرت عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما نے مسکراتے ہوئے کہا: ہم صرف سلام کرنے کے لیے جاتے ہیں۔ جو بھی ملے، اسے سلام کہتے ہیں۔ (دیکھیے: مؤطا امام مالک، 2/444، حدیث:1844)

اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ سلام جیسی چھوٹی نیکی کے لیے بھی ہمارے بُزرگانِ دین وقت اور محنت کرتے تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ کے نزدیک یہ چھوٹی نیکی بھی بہت قیمتی ہے۔

اچّھے بچّو! آپ بھی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کرنے کوشش کرتے رہیں، اپنا وقت فضول چیزوں میں ضائع نہ کریں بلکہ نیکیوں میں وَقت گُزاریں گے تو آپ کا دل خوش ہو گا اور اللہ کی رحمت نازل ہو گی۔ ہر روز ایک چھوٹی سی نیکی کرنے کا ارادہ رکھیں، اگر کوئی بچّہ نیکی کر رہا ہو تو اسے بھی کم تر اور حقیر نہ سمجھیں کیونکہ شُروع میں لکھی ہوئی حدیثِ پاک سے یہ بھی درس ملتا ہے۔

اللہ پاک ہمیں چھوٹی بڑی نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

ٹائم نہیں ملتا

مولانا حیدر علی مدنی*

سر بلال کلاس روم میں گھوم پھر کے بچّوں کے ہوم ورک چیک کر رہے تھے جبکہ کچھ بچّے جو ہوم ورک نہیں کر کے آئے تھے وہ خود ہی کھڑے ہو کر کلاس روم کے آخر میں ایک لائن میں کھڑے ہو چکے تھے۔ سر بلال بچّوں کا ہوم ورک چیک کر چکے تو پیچھے کھڑے ہوئے بچّوں کی طرف متوجّہ ہوئے، ہر ایک کے پاس ہوم ورک نہ کرنے کا اپنا اپنا بہانہ تھا۔ کسی کے گھر مہمان آگئے تھے تو کسی کو مہمان بن کر جانا پڑ گیا تھا، ایک نے تو وہی مشہورِ زمانہ بہانہ دہرا دیا تھا کہ سر جی بھول گیا تھا۔ ایک بچّے نے تو ایسی بات کہی کہ ساری کلاس مسکرا اُٹھی جب کہ سر حیرانی سے اسے دیکھ رہے تھے، بچّہ بولا: سر جی ٹائم ہی نہیں ملا۔

ارے بیٹا جی، لگتا ہے ابھی سے وزیرِ اعظم بن جانے کی وجہ سے آپ کی مصروفیات اتنی بڑھ چکی ہیں کہ ہوم ورک کا ٹائم نہیں مل پاتا، سر بلال کی بات پر وہ بچّہ بھی مسکرا اُٹھا۔ سر بلال نے سزا میں کھڑے سبھی بچّوں کو واپس اپنی جگہوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود اپنی ٹیبل کے پاس آکر اس کے سہارے بچّوں کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوگئے، بچّو! ہمارا مسئلہ وقت کی کمی نہیں ہے بلکہ وقت کا بہترین استعمال نہ کرنا ہے، مسلمانوں کے ایک بہت بڑے امام حضرت امام شافعی گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بزرگوں کے ساتھ رہ کر یہ سیکھنے کو ملا ہے کہ وقت تلوار کی طرح ہوتا ہے، تم اس کو نہیں کاٹو گے تو یہ تمہیں کاٹ کر رکھ دے گا۔(انمول ہیرے، ص17)

معاویہ: لیکن سر وقت کو کیسے کاٹا جاسکتا ہے؟

سر بلال: مطلب یہ ہے کہ بھئی اگر وقت کو نیک اور اچّھے کاموں میں مصروف رہ کر نہیں گُزارو گے تو فضولیات اور غلط کاموں میں مشغول کرکے وہ تمہیں کاٹ دے گا۔

دیکھیں بچّو! ایک دن میں چوبیس گھنٹے یعنی کہ ایک ہزار چار سو چالیس منٹس ہوتے ہیں جو اللہ پاک کی طرف سے ہر ایک کو ملتے ہیں، آپ میں سے کوئی بچّہ بھی کھڑا ہو کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ سر جی کل یا پرسوں مجھے میرے منٹس میں سے دس، بیس یا پچاس کم ملے تھے۔ ایسا ہی ہے ناں؟ سر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

جی جی سر، سبھی بچّوں نے کہا۔

سر بلال: تو پھر ایسا کیسے ہو سکتا ہے ایک بچّہ تو اپنے سارے کام اسی چوبیس گھنٹے میں پورے کر لے جب کہ دوسرا نہ کر پائے، دراصل فرق گھنٹوں کا نہیں ہے بلکہ مصروفیات کا ہے، یعنی ہم بھولے سے یا جان بوجھ کر اپنی مصروفیات میں ایسی فضول چیزیں شامل کر بیٹھتے ہیں کہ ہمارے ضروری کاموں کے لیے یہ چوبیس گھنٹے بھی کم پڑ جاتے ہیں۔ اچّھا مجھے ایک اور بات بتائیں جب سے یہ کائنات بنی ہے، دن چوبیس گھنٹے کا ہی ہے ناں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ انہی چوبیس گھنٹوں کا استعمال کرتے ہوئے ہمارے بزرگ اتنی زیادہ عبادات کرنے کے ساتھ ساتھ دین

*مدرس جامعۃ المدینہ، فیضان آن لائن اکیڈمی

Go To Index

اسلام کے لیے عظیم کام کر جاتے تھے۔

آپ کو پتا ہے جُمادَی الاُولیٰ کے مہینے میں ہم ایک عظیم ہستی کو یاد کرتے ہیں جنھیں امام جلالُ الدّین سُیوطی کہا جاتا ہے۔ آپ اتنے بڑے عاشقِ رسول تھے کہ آپ کو جاگتی آنکھوں سے 75 مرتبہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔

75 مرتبہ؟ اُسید رضا نے حیرانی سے کنفرم کرنا چاہا۔

سر بلال: جی جی بیٹا 75 بار ہی کہہ رہا ہوں۔ اب ایسے عظیم بُزرگ کے شاگرد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد محترم کو دیکھا کہ ایک دن میں تین تین کاپیاں لکھتے تھے۔

تین کاپیاں؟ سر انہیں بھی ہوم ورک ملتا تھا کیا؟ پچھلی قطار سے ایک بچّے نے پوچھا۔

نہیں بیٹا، پہلے پرنٹنگ پریس تو ہوتی نہیں تھی تو بُزرگ ہاتھ سے ہی اپنی کتابیں لکھا کرتے تھے اور دس دس ورقوں کی ایک کاپی بنتی تھی جسے عربی میں ”کُرّاسَۃ“ کہتے ہیں، تو مطلب یہ ہوا کہ امام سُیوطی علیہ الرَّحمہ روزانہ تیس اوراق کتابوں کے لکھا کرتے تھے، سر بلال نے مسکراتے ہوئے تفصیل سے جواب دیا۔ اور آپ کو پتا ہے انہوں نے اپنی کتاب کس عمر میں لکھی تھی؟

صرف سترہ سال کی عمر میں، جس عمر میں ہمیں کھیل کود سے ہی فرصت نہیں ملتی اس عمر میں حضرت امام سُیوطی رحمۃُ اللہِ علیہ نے علم حاصل کر کے اپنے مقاصد بھی حاصل کرنا شروع کر دیئے تھے، اسی لیے تو بُزرگ فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنی پوری زندگی میں 600 سے زائد کتابیں لکھی ہیں۔

تو بچّو بات وہی ہے کہ اگر آپ وقت کو ضائع کریں گے تو وقت آپ کو ضائع کر دے گا اور اگر آپ وقت کا خیال رکھیں گے تو وقت آپ کو ایسا بنا دے گا کہ ایک دنیا آپ کو سلام کیا کرے گی۔

جملے تلاش کیجیے! پیارے بچّو! نیچے لکھے جملے بچوں کے مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجیے اور کوپن کی دوسری جانب خالی جگہ میں مضمون کا نام اور صفحہ نمبر لکھیے۔

1 ہر نیکی اللہ پاک کو پسند ہے 2 نیکی ایک پھول کی طرح ہے 3 وقت کو کیسے کاٹا جاسکتا ہے؟ 4 امام سیوطی علیہ الرَّحمہ روزانہ تیس اوراق کتابوں کے لکھا کرتے تھے 5 عہدہ و منصب حاصل ہونے سے زیادہ اس کا حق پورا کرنے کی فکر ہونی چاہیے۔

◆ جواب لکھنے کے بعد ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے ایڈریس پر بذریعۂ ڈاک بھیج دیجیے یا صاف ستھری تصویر بنا کر ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے Email ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923103330935) پر بھیج دیجیے۔ ◆ 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی مجلس تقسیم رسائل کے تعاون سے مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں)

جواب دیجیے

(نوٹ: ان سوالات کے جوابات اسی ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں موجود ہیں)

سوال نمبر 1: نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کس صحابی کی انگوٹھی پہنی تھی؟

سوال نمبر 2: جنگ اجنادین کب واقع ہوئی؟

› جوابات اور اپنا نام، پتا، موبائل نمبر کوپن کی دوسری جانب لکھیے › کوپن بھرنے (یعنی Fill کرنے) کے بعد بذریعہ ڈاک ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے پہلے صفحے پر دیئے گئے پتے پر بھیجیے › یا مکمل صفحے کی صاف ستھری تصویر بنا کر اس نمبر +923103330935 پر واٹس ایپ کیجیے › 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی مجلس تقسیم رسائل کے تعاون سے تین خوش نصیبوں کو مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں)

Go To Index

بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچّے کو نام کا دیتا ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (جمع الجوامع، 3/285، حدیث:8875) یہاں بچّوں اور بچیوں کے لیے 6 نام، ان کے معنٰی اور نسبتیں پیش کی جارہی ہیں۔

بچّوں کے 3 نام

نام	پکارنے کے لیے	معنٰی	نسبت
محمد	بشیر	خوشخبری دینے والا	رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صفاتی نام
	جعفر	بہت وسیع نہر	صحابی رضی اللہ عنہ کا مبارک نام
محمد	حذیفہ	بے عیب	صحابی رضی اللہ عنہ کا مبارک نام

بچیوں کے 3 نام

نام	معنٰی	نسبت
رُقَیَّہ	ترقی کرنے والی	شہزادیٔ رسول رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام
اسماء	نشانی	صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام
لُبابہ	ہر چیز کا خالص اور بہترین حصہ	صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام

(جن کے ہاں بیٹے یا بیٹی کی ولادت ہو وہ چاہیں تو ان نسبت والے 6 ناموں میں سے کوئی ایک نام رکھ لیں۔)

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچیوں کے لیے ہے۔
(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 نومبر 2025ء)

نام مع ولدیت:---------------- عمر:---- مکمل پتا:--
موبائل/واٹس ایپ نمبر:---------------- (1) مضمون کا نام:---------------- صفحہ نمبر:------
(2) مضمون کا نام:---------------- صفحہ نمبر:------ (3) مضمون کا نام:---------------- صفحہ نمبر:------
(4) مضمون کا نام:---------------- صفحہ نمبر:------ (5) مضمون کا نام:---------------- صفحہ نمبر:------

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان جنوری 2026ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

جواب یہاں لکھیے

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 نومبر 2025ء)

جواب 1:.................................... جواب 2:....................................
نام:.................... ولدیت:.................... موبائل / واٹس ایپ نمبر:....................
مکمل پتا:..

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان جنوری 2026ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

قوّتِ فیصلہ

مولانا سید عمران اختر عطاری مدنی*

شافعِ اُمّت، مصطفٰے جانِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ سے محسوس چیزوں پر نوازشیں ہوا کرتی تھیں اور غیر محسوس چیزوں پر بھی عطائیں ہوا کرتی تھیں، آیئے! حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف سے غیر محسوس چیز عطا ہونے کے بارے میں ایک پیارا پیارا معجزہ پڑھتے ہیں:

مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے یمن کا گورنر مقرّر کرنے کے لیے بلایا تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں تو نوجوان ہوں، فیصلے کے ہنر و فن کا مجھے کوئی علم نہیں۔ تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے سینے پر دو یا تین بار مارا اور اس وقت یہ دُعا بھی کر رہے تھے: اے اللہ اس کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو مضبوط و ثابت رکھ، حضرت علی رضی اللہُ عنہ دستِ مصطفٰے کی بَرَکت اور دُعائے نبوی کے نتیجے میں اپنے احساسات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا لگا گویا سارا علم میرے پاس آگیا اور میرا دل علم و سمجھداری سے بھر دیا گیا (اور صرف یہی نہیں بلکہ) پھر کبھی مجھے دو لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت ذرّہ برابر بھی تَرَدّد یا شک محسوس نہیں ہوا۔ (دیکھئے: ابن ماجہ، 3/90، حدیث: 2310، کنزالعمال، 7/55، حدیث: 36393)

دستِ مبارک کے لَمس اور دُعائے نبوی کی بدولت اچانک ہی حضرت علی رضی اللہُ عنہ کو علم و فہم کا ملنا اور آئندہ فریقین میں فیصلہ کرنے کی بھرپور صلاحیت حاصل ہونا حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیارے معجزے کا مظہر ہے۔ اس معجزے سے چند باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں:

جو اللہ پاک اور اس کے رسول کی فرماں برداری میں ہو اس کے معاملات آسان اور مشکلیں حَل ہو جاتی ہیں۔

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دعا روحانی طاقت کا ذریعہ ہے جو ذہنی پریشانیوں کو دُور کرتی ہے۔

عہدہ و منصب حاصل ہونے سے زیادہ اس کا حق پورا کرنے کی فکر ہونی چاہیئے۔

درست فیصلے کرنے کے لیے دل کی ہدایت اور زبان کی ثابت قدمی دونوں ضَروری ہیں۔

بُزرگوں کے سامنے عاجزی کرنا اچّھی بات ہے اور اپنے عجز (یعنی نااہل ہونے) کا اظہار کرنا معیوب نہیں ہے۔

اللہ والے اپنی دور اندیش نگاہ سے بھانپ لیتے ہیں کہ کون کس قابل ہے۔

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

ماں باپ کے نام

بچوں کو گفتگو کا سلیقہ کیسے سکھائیں؟

مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطّاری مَدَنی*

گفتگو انسان کے اخلاق، تعلیم و تربیَت اور شخصیّت کو واضح کرتی ہے۔ بچپن میں ڈالی گئی عادات زندگی بھر ساتھ رہتی ہیں۔ اسی لیے والدین کی ذمّہ داری ہے کہ وہ بچّوں کو گفتگو کا سلیقہ سکھائیں تاکہ وہ معاشرے میں باوقار اور مہذّب انسان بن سکیں۔ ذیل میں چند اَہَم نکات بیان کیے جارہے ہیں:

سَلام سے گفتگو کا آغاز

محترم والدین! بچّوں کو سکھایئے کہ گفتگو کا آغاز سَلام سے کریں۔ بچّوں کو اس کا عادی بنانے کے لیے یوں ذہن سازی کی جاسکتی ہے کہ ”سلام دینِ اسلام کی خوبصورت تعلیمات میں سے ہے۔ سلام محبّت، بھائی چارے اور اَمن کا ذریعہ ہے۔ جب کوئی مسلمان دوسرے سے ملاقات کرتا ہے اور ”سلام“ کرتا ہے تو دراصل وہ یہ اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ میری طرف سے تمہیں ہر قسم کے شَر سے امان ہے اور میں تمہارے لیے خیر و برکت کی دُعا کر رہا ہوں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تم جنّت میں نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ، اور ایمان نہ لاؤ گے جب تک آپس میں محبّت نہ کرو، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ اگر تم اسے کرو تو آپس میں محبّت کرنے لگو؟ اپنے درمیان سلام کو عام کرو۔ (مسلم، ص51، حدیث:194)

خود عملی نمونہ بنیں

بچّے کانوں سے کم، آنکھوں سے زیادہ سیکھتے ہیں۔ بچّوں کے لیے ماں باپ سب سے پہلی اور مضبوط تربیَت گاہ ہیں۔ جو کچھ وہ گھر میں دیکھتے اور سنتے ہیں، وہی ان کے رویّوں اور عادات کا حصّہ بن جاتا ہے۔ اگر والدین خود نَرم لہجے میں بات کریں، سلام کا اہتمام کریں، سلیقے، اَدب و احترام، سچائی اور شائستگی سے گفتگو کریں تو بچّے بھی یہ عادات آسانی سے اپنالیں گے۔ اس کے برعکس اگر گھر میں چیخ و پکار، سخت الفاظ یا جھوٹ کا ماحول ہوگا تو بچّے بھی وہی رویّہ اپنائیں گے۔

نرم لہجہ اپنانے کی ترغیب

بات کرتے وقت نرم اور پیار بھرا لہجہ اپنانا اور سخت الفاظ سے اجتِناب نبوی تعلیمات میں سے ہے۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشاد ہے: نرمی جس چیز میں ہو اُسے زینت دیتی ہے، اور جس سے نکل جائے اُسے عیب دار بنا دیتی ہے۔ (مسلم، ص1073، حدیث:6602) اس لیے بچّوں کو یہ سکھانا ضَروری ہے کہ وہ بات کرتے وقت آواز دھیمی رکھیں، سخت جملے استعمال نہ کریں، اور الفاظ

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ،
شعبہ ذمہ دار ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

میں نرمی رکھ کر دوسروں کے دل جیتیں۔

ٹھہر ٹھہر کر گفتگو

غیر معمولی تیز رفتاری سے گفتگو وَقار میں کمی کرتی ہے۔ والدین بچّوں کو سکھائیں کہ سُکون اور وقار سے ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کریں۔ اس کے لیے بچّوں کو اُمُّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہُ عنہا کی وہ روایت سنائیں جس میں آپ فرماتی ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی گفتگو تم لوگوں کی طرح لگاتار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ واضح اور صاف صاف گفتگو فرماتے، جو بھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حضور بیٹھا ہوتا اس گفتگو کو یاد کرلیتا تھا۔ (شمائل ترمذی، ص183، حدیث:224)

بات سننے کا سلیقہ

اچھے انداز میں بات کرنا جتنا ضَروری ہے، مہذّب طریقے سے بات سننا بھی اتنا ہی ضَروری ہے۔ اکثر بچّے دوسروں کی بات کاٹ دیتے ہیں یا پوری بات سنے بغیر جواب دینا شروع کر دیتے ہیں، یا کسی کی بات سنتے وقت پوری طرح متوجّہ نہیں ہوتے جو کہ انتہائی ناپسندیدہ چیزیں ہیں۔ والدین کو چاہیے کہ بچّوں کو سکھائیں کہ جب کوئی بات کر رہا ہو تو خاموشی سے سنیں، بیچ میں مداخلت نہ کریں اور پوری بات سمجھنے کے بعد ہی جواب دیں۔

بڑوں سے گفتگو میں احترام

گفتگو کا سب سے خوبصورت پہلو بڑوں کا احترام ہے۔ والدین بچّوں کو سکھائیں کہ وہ بڑوں سے بات کرتے وقت مؤدّب الفاظ استعمال کریں، آواز نیچی رکھیں، اسی طرح یہ بھی سکھائیں کہ بڑوں سے گفتگو کرتے وقت "جی"، "براہِ کرم"، "مہربانی" یا اس جیسے الفاظ استعمال کریں جن میں اَدب و احترام کا لحاظ موجود ہو۔

اختلاف کا مہذّب طریقہ

بچّوں میں چھوٹی موٹی باتوں پر اختلاف ہو جانا معمولی بات ہے لیکن اختلاف کے وقت بدتمیزی کرنا بُرا ہے۔ بچّے اکثر کھیل یا بات چیت میں اپنی بات منوانے کے لیے غصّہ کرتے ہیں، اُونچی آواز میں چیختے ہیں یا لڑائی شروع کر دیتے ہیں جو کہ انتہائی بُری عادت ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچّوں کو سمجھائیں کہ اگر کسی بات پر اختلاف ہو تو نرمی سے، اَدب کے ساتھ اپنی بات رکھنی چاہیے۔

الفاظ کے ساتھ چہرے کے تأثّرات

بات کرتے وقت چہرے کے تأثّرات خوشگوار رکھنا بھی گفتگو کا سلیقہ ہے۔ بچّوں کو سکھائیں کہ مسکرا کر بات کریں، اس سے دوسروں کے دل میں اپنائیت پیدا ہوتی ہے۔ بات کرتے وقت خوشگوار چہرہ اور مسکراہٹ رکھنا احادیث کی تعلیمات ہیں۔ حضور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیشہ نرم لہجے اور مسکراتے چہرے کے ساتھ بات فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبدُ اللہ بن حارِث رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے زیادہ مسکراتا ہوا کوئی نہیں دیکھا۔ (ترمذی، 5/542، حدیث:226) لہٰذا والدین بچّوں کو سکھائیں کہ وہ بات کرتے وقت چہرے پر خوشگوار تأثّر اور مسکراہٹ رکھیں۔

واقعات اور سبق آموز کہانیوں کے ذریعے تربیت

بچّوں کی فطرت ہے کہ واقِعات اور کہانیوں کی زبان جلد سمجھتے ہیں۔ واقعات اور کہانیاں بچّے شوق سے سنتے ہیں جس کی وجہ سے بات دل میں اُتر جاتی ہے۔ لہٰذا والدین کو چاہیے کہ بچّوں کو نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم، صحابۂ کرام اور اولیائے کرام کے واقِعات اور مختلف سبق آموز کہانیاں سنائیں جن میں اخلاق، سچّائی اور نرم گفتگو کے سبق ہوں۔

ملاقات کا اختتام دُعاؤں اور نیک تمنّاؤں کے ساتھ

جیسے ملاقات کا آغاز سلام اور خیر خواہی سے کرنا دینی تعلیمات میں سے ہے، ویسے ہی ملاقات کا اختِتام دُعا اور نیک تمنّاؤں کے ساتھ کرنا بھی بہت اَہم ہے۔ ملاقات کے آخر میں "اللہ آپ کو خوش رکھے" یا "اللہ آپ کی مشکل آسان کرے" یا اس جیسے دیگر کلمات کہنا سامنے والے کے لیے خوشی کا سبب بن سکتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچّوں میں یہ عادت ڈالیں کہ وہ ملاقات کے اختِتام پر ہمیشہ نیک دُعا کے الفاظ ضَرور کہیں، تاکہ ان کی گفتگو دوسروں کے لیے خوشی کا ذریعہ بن جائے۔

اسلامی بہنوں کا
ماہنامہ فیضانِ مدینہ

بیٹیوں کی تربیت

لڑکیوں کو اُمورِ خانہ داری سکھانا

اُمِّ میلاد عطّاریہ*

عورت خدا کی ایک عظیم نعمت ہے جو انسانی معاشرے کی تعمیر و ترقّی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اگر عورت نہ ہوتی تو دنیا کی رونق، محبّت اور خوبصورتی ماند پڑ جاتی۔ وہ بچپن میں بھائی بہنوں سے محبّت کرتی ہے، شادی کے بعد شوہر کی وفادار ساتھی بنتی ہے اور ماں بن کر اولاد پر اپنی محبّت اور قربانی نچھاور کرتی ہے۔ اسلام سے پہلے عورت کی کوئی عزّت نہ تھی، وہ وراثت، ملکیت اور معاشرتی حقوق سے محروم تھی، ظلم سہتی اور بے بسی کی زندگی گزارتی تھی۔ مگر جب نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دینِ اسلام کا پیغام لائے تو عورت کے مقام میں انقلابی تبدیلی آئی، اسے عزّت، وراثت میں حصّہ، مالکانہ حقوق اور معاشرتی حیثیت دی جانے لگی، یوں وہ معاشرے میں ذلیل ہونے کے بجائے گھر کی ملکہ بن گئی۔ عورت کی زندگی مختلف مراحل سے گزرتی ہے۔ جوان ہونے کے بعد عورت کی شخصیت نکھرتی ہے اور وہ معاشرتی ذمّے داریوں کے لیے تیار ہوتی ہے۔ بیوی بننے کے بعد وہ گھر کی نگہبان، شوہر کی ساتھی، اور خاندان کی بنیاد بنتی ہے۔ ماں بننے کے بعد وہ محبّت، قربانی، اور تربیَت کی عظیم مثال بن جاتی ہے۔

آج کے جدید دور میں جہاں لڑکیوں کی تعلیم، ہنر اور شعور کو بہت اہمیّت حاصل ہے، وہیں گھریلو زندگی کی بنیادی تربیَت بھی نہایت ضَروری ہے۔ مائیں اپنی بیٹیوں کو تعلیم دلوانے میں جتنا خُلوص دکھاتی ہیں، امتحانات کے دوران ان کے آرام کا جتنا خیال رکھتی ہیں، اُتنا ہی ضَروری ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو نرمی اور محبّت سے گھریلو ذمّہ داریاں نبھانا بھی سکھائیں۔ اکثر مائیں بیٹیوں کو بچپن سے ہی گھر کے کاموں سے بریُّ الذِّمہ رکھتی ہیں اور اچانک شادی کے بعد اُن سے ہر گھریلو کام کی توقّع کی جاتی ہے، جس سے لڑکی کو شرمندگی، ناپختگی اور گھریلو تناؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لڑکی اگر سالن، آٹا، مصالحے یا چائے تک بنانا نہ جانے تو سسرال میں نا سمجھی، اُلجھن اور بعض اوقات تَضحیک کا سامنا کرتی ہے۔ ایسی صورت میں وہ خود کو ناکام محسوس کرتی ہے اور ماں سے فون پر مدد مانگتی ہے، حالانکہ اگر اُسے وقت پر پیار سے کھانا پکانا، صفائی، سلیقہ شعاری اور کچن کے معمولات سکھائے جائیں تو وہ شادی کے بعد اعتماد کے ساتھ نئی زندگی کا آغاز کر سکتی ہے۔ اس لیے ہر ماں پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو تعلیم کے ساتھ گھریلو ہنر بھی ضَرور سکھائے تاکہ وہ دنیا میں باعزّت، خوشحال زندگی گزارے اور آخرت میں بھی کامیاب ہو۔

* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت
(دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

بیٹی کی تربیت میں اعتدال اور توازن بہت ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ سارا زور صرف اُمورِ خانہ داری پر دیا جائے اور بیٹی کو تعلیم و شعور سے ہی محروم کر دیا جائے، اور نہ ہی ایسا ہو کہ صرف تعلیم پر ہی زور دیا جائے اور بچی گھریلو معاملے سے فرار کا راستہ ڈھونڈتی رہے۔ بیٹی کو محبّت، نرمی اور حکمتِ عملی سے یوں سکھایا جائے کہ وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ گھریلو کاموں میں بھی دلچسپی لینے لگے، اور فارغ وقت میں صرف آرام کرنے کے بجائے اپنی ماں کا ہاتھ بٹائے۔ وقت آنے پر اُسے یہ سمجھایا جائے کہ شادی کے بعد زندگی کی نوعیت بدل جاتی ہے اور گھر کے نظام کو سنبھالنا، شوہر کے ساتھ نباہ کرنا اور سلیقے سے رہنا ایک عورت کے حُسنِ سُلوک کی علامت ہے۔ وہ اپنی ماں یا تجربہ کار خواتین سے سیکھے کہ ایک بیوی اور بہو کو کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے، تاکہ نہ وہ شریعت کی نظر میں کوتاہ ٹھہرے، نہ سسرال میں شرمندگی اُٹھائے، اور نہ ہی معاشرے کے طعنے سہنے پڑیں، بلکہ وقار، سلیقے اور علم و ہنر کے ساتھ اپنی اَزدواجی زندگی کا کامیاب آغاز کر سکے۔

عورت کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ اگر شوہر غریب ہو اور نوکرانی رکھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو عورت اپنے گھر کا کام خود کرے، اس میں نہ کوئی ذلّت ہے نہ شرم۔ بخاری شریف کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شہزادی، خاتونِ جنّت حضرت فاطمہ رضی اللہُ عنہا بھی اپنے گھر کا سارا کام اپنے ہاتھوں سے کرتیں، کنویں سے پانی بھرنا، چکّی پیسنا حتیٰ کہ ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے۔ اسی طرح حضرت اسماء رضی اللہُ عنہا بھی اپنے غریب شوہر حضرت زبیر رضی اللہُ عنہ کے گھر کا سارا کام کرتیں، گٹھلیاں چن کر لاتیں، گھوڑے کا چارہ لاتیں اور اس کی مالش تک خود کرتیں۔ (دیکھیے: جنتی زیور، ص60)

گھریلو کام کے ساتھ ساتھ عبادت، علمِ حدیث و فقہ میں مہارت، اور شوہر کی خدمت یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بیبیاں نہایت باعمل، پاکیزہ اور باوقار زندگی گُزارتی تھیں، ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرتیں۔ اے پیاری بہنو! کاش ہماری زندگیوں میں بھی ان مقدّس ہستیوں کی جھلک آجائے، تو ہماری زندگی بھی جنّت کا نمونہ بن جائے۔

لڑکیوں کو اُمورِ خانہ داری میں بنیادی ہنر اور سلیقے محبّت سے سکھانے چاہئیں تاکہ وہ زندگی کے ہر مرحلے میں خودکفیل اور بااعتماد بن سکیں۔ ان میں آسان دستکاریاں جیسے سوئٹر بننا، موزے، ٹوپیاں، کپڑے سینا، ہاتھ سے ٹانکے لگانا شامل ہوں۔ کھانا پکانے میں روٹی، دال، سبزیاں، گوشت، مرغی، قیمہ، کلیجی، پکوڑے، پلاؤ وغیرہ روزمرّہ کے کھانے اور خاص مواقع کے لیے بریانی، قورمہ، کوفتے، کڑھائی اور ہر خاندان کے ذوق کے مطابق خاص پکوان بنانا آنا چاہیے، مثلاً پنجابی گھرانوں میں ساگ اور مکئی کی روٹی۔ اسی طرح اچار، چٹنیاں، مربّے اور موسمی مشروبات جیسے لسّی، ستّو، لیموں پانی، مِلک شیک، آم یا کیلا کا جوس وغیرہ بنانا بھی سکھایا جائے۔ بیماری یا حادثے کی صورت میں ابتدائی طبّی امداد جیسے جلنے، کٹنے، موچ، درد، بخار، بلڈ پریشر یا شوگر کی حالت میں فوری اقدامات آنا نہایت ضروری ہے۔ صفائی میں یہ اُصول واضح ہوں کہ جھوٹے یا دوا لگے برتن ہرگز استعمال نہ کیے جائیں، بلکہ دھو کر ترتیب سے رکھے جائیں۔ ہفتے میں ایک دن مکمّل صفائی کے لیے مقرّر ہو تاکہ گھر صاف ستھرا اور جراثیم سے پاک رہے۔ جو لڑکیاں یہ ہنر سلیقے سے سیکھ لیتی ہیں، وہ اِن شآءَ اللہ کبھی بھی کسی کی محتاج نہیں بنتیں، بلکہ ایک باوقار، بااعتماد اور باعمل خاتون کے طور پر زندگی گُزارتی ہیں۔

پھوپھی اور ہمارا سماج!

مولانا اُحد رضا عطّاری مدنی*

آج کے دور میں ہماری اَقْدار اور رشتوں کا احترام تیزی سے ختم ہوتا جارہا ہے۔ خاص طور پر خونی رشتوں کی اہمیّت کو نظر اَنداز کیا جارہا ہے۔ سوشل میڈیا پر میمز اور پوسٹوں کے ذریعے Trolling اور روز مرّہ زندگی میں بے رَحمی کے ساتھ بدنام کئے جانے والے رشتوں میں سے ایک بہت اَہم رشتہ "پھوپھی" کا بھی ہے۔ گزشتہ سالوں اور خاص کر نئی نسل (یعنی Gen-Z) میں اِسے اس قدر بُرائی کے روپ میں پیش کیا گیا کہ باپ کی طرف سے بننے والے اس محترم رشتے کو طنز و تحقیر کی علامت کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔

اسباب: پھوپھی کے خلاف بھڑکانے کے اسباب میں بہت مرتبہ ماں کی باتیں، رویّے اور تربیَت کا دخل رہتا ہے۔ ماؤں کی جانب سے ملنے والا مجموعی تأثّر اپنے گہرے نقوش چھوڑتا ہے، بچپنے میں کسی کے بارے میں بننے والی رائے یا سوچ دور تک ساتھ جاتی ہے، جو عمر اور واقعات کے ساتھ مزید واضح اور پختہ ہوتی جاتی ہے۔ گھر میں نَند اور بھاوَج کا کسی معاملے میں اختلاف ہو جائے تو دانش وَری اور اخلاق کا تقاضا تو یہی تھا کہ بچّوں کو اس کی بھنک تک نہ پڑتی مگر ان ننّھی کِھلتی کلیوں کے سامنے ان کے بڑوں کی بُرائیاں کرنا، خود کو بے قصور اور سامنے والے کو قصوروار ثابت کرنے کے لیے ان کی کمزوریاں بچّوں کو بیان کرنا اور یوں ان کچّے ذہنوں میں نفرتوں کا زہر بھرنا، کہاں کی عقل مندی ہے! گھر کی باتیں گھر اور متعلّقہ فرد تک محدود رکھنے میں ہی بھلائی ہے۔

گھر کی باتوں کو کوئی کیسے گلی تک لایا
ایسے زخموں کو بھلا کون کُھلا چھوڑ گیا!

بِالفرض! سامنے والا (رشتہ دار پھوپھی وغیرہ) اپنی ذمّے داری بخوبی سر انجام نہیں دیتا تو اس کو اپنے لیے سر دَرْد بنالینے کے بجائے حقوق کو اچّھے انداز میں نبھانے پر توجّہ دی جائے جیسا کہ حدیث میں ارشاد فرمایا گیا: "اَدُّوا اِلَیْهِمْ حَقَّهُمْ، وَسَلُوا اللهَ حَقَّكُمْ" یعنی تم ان کا حق اَدا کرو اور اپنے حق کا سُوال اللہ پاک سے کرو۔[1] موبائل کا بیک کیمرہ کھول کر دوسروں کی نگرانی کرنے کے بجائے عافیت اس میں ہے کہ فرنٹ کیمرے میں اپنا محاسبہ کیا جائے! دوسروں میں کمیاں اور عیب تلاشنے پھر ان پر تبصرے کرنے کی جگہ اگر ہر بندہ اپنا محاسبہ کرنے لگ جائے تو گھر بلکہ معاشرہ اَمن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

بہتر کون؟ دینِ اسلام، گھر کی خواتین کے ساتھ بھلائی کرنے اور اچھائی سے پیش آنے کی ترغیب دیتا ہے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ اِيمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ یعنی مسلمانوں میں کامل ترین ایمان

* شعبہ اُردو لغت، المدینۃ العلمیہ

والا وہ ہے جو سب سے اچّھے اخلاق والا ہو اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لیے بہتر ہو۔[2] عورتوں سے مراد: جن عورتوں کے ساتھ حُسنِ سُلوک کرنے کا فرمایا گیا ہے، اُن میں اُصول (یعنی ماں، دادی، نانی)، فُروع (یعنی بیٹی، پوتی، نواسی)، رشتہ دار (حقیقی و رضاعی بہن، پھوپھی، خالہ) اور بیوی داخل ہیں۔[3]

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک پر ایمان لانے کے بعد سب سے افضل عمل صلۂ رِحمی (یعنی رشتے جوڑنا) ہے۔[4]

حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی اُمّت کو دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے سے قبل آخری اَیّام میں بھی قرابت داروں کی عزّت و تکریم اور ان کے ساتھ اچّھا بر تاؤ کرتے رہنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اَرْحَامَكُمْ! اَرْحَامَكُمْ!“[5] یعنی قریبی رشتہ داروں سے صلۂ رِحمی کرو! قریبی رشتہ داروں سے صلۂ رِحمی کرو! اُن کے حقوق میں کوتاہی کرنے سے بچو![6] یاد رکھیے! صلۂ رِحمی واجِب ہے۔ دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ وغیرہ کے حقوق بھی ماں باپ ہی کی طرح ہیں۔[7]

جنّت سے محروم: رشتہ داروں سے زیادتی یا ان کے حقوق اَدا نہ کرنے والے کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”قاطعِ رِحم جنّت میں داخل نہ ہوگا۔“[8] علّامہ شمس الدّین ذَہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی وہ شخص جو بہن، خالہ، پھوپھی، بھتیجی وغیرہ قریبی رشتہ داروں سے تعلّق توڑے۔[9] صلۂ رِحمی کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ تعلّقات بنائے رکھے ناراضی نہ پالے، سلام و کلام جاری رکھے اور اچّھا سُلوک کرے۔[10]

آخر کب تک اچّھائی کریں؟ ایک شخص نے عرض کیا: یارسولَ اللہ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں، میں ان سے تعلّق جوڑتا ہوں، وہ مجھ سے توڑتے ہیں، میں ان سے بھلائی کرتا ہوں وہ مجھ سے بُرائی کرتے ہیں، میں بردباری کا مظاہرہ کرتا ہوں، وہ نامناسب سُلوک برتتے ہیں، تو نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اگر ایسا ہی ہے جیسا کہہ رہے ہو، تو گویا تم ان کے منہ میں گرم راکھ بھر رہے ہو[11] جب تک تم اسی رَوِش پر رہو گے، تو اللہ کی طرف سے ان کے خلاف ایک مددگار تمہارے ساتھ رہے گا۔[12] رشتوں اور محبتوں میں دڑار پھوپھی (یا کسی رشتہ دار) کی جانب سے ہی آئی ہو، جب بھی دینِ اسلام اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ آپ آگے بڑھ کر صلح کریں اور رشتہ داری بچائیں ورنہ محض اَدلے کا بدلہ کہلائے گا۔ کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بدلے کے طور پر نیکی کرنے والا، جوڑنے والا نہیں بلکہ جوڑنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ اسے جوڑے۔[13]

ایک حدیثِ مبارکہ میں ارشاد فرمایا: ”ہر شخص کے ساتھ نیکی کرو چاہے وہ اس کا اہل ہو یا نہ ہو کیونکہ اگر تم نے اہل سے نیکی کی تو یقیناً وہ اسی کا حقدار تھا اور نا اہل کے ساتھ کی تو تم تو اس (بھلائی کرنے) کے اہل ہو!“[14]

لمحۂ فکریہ! بچّوں کو ان کی پھوپھی کے خلاف بھڑ کانے والی خواتین یہ کیوں بھول جاتی ہیں کہ وہ بھی آخر کسی کی پھوپھی ہیں! ایسے مرد یہ کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں کہ ان کی ماں، بہن اور بیٹی بھی کسی کی ”پھپھو“ ہے یا بنے گی! دنیا میں انسانی روّیوں کا معاملہ دائرہ وار ہے! سادہ لفظوں میں کہیے تو جیسا سُلوک کسی کے ساتھ کرتے ہیں گھوم پھر کر ہمارے ساتھ بھی قریباً ویسا ہی برتاؤ ہو سکتا ہے۔ اچّھا کیا تو اچّھا! بُرا کیا تو بُرا! وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ تَبِعَاتِ الذُّنُوْبِ (اور ہم اللہ پاک سے گناہوں کے بُرے نتائج سے پناہ مانگتے ہیں۔)

---

(1) بخاری، 4 / 429، حدیث: 7052 (2) ترمذی، 2 / 386، حدیث: 1165 (3) فیض القدیر، 2 / 124، تحت الحدیث: 1441 (4) جامع الاحادیث للسیوطی، 1 / 103، حدیث: 537 (5) صحیح ابن حبان، 7 / 752، حدیث: 7370 (6) فیض القدیر 1 / 605، رقم: 940، ملخصاً (7) جنتی زیور، ص94 (8) مسلم 1062، حدیث: 6521 (9) الکبائر للذھبی، ص49 (10) دیکھیے؛ تفہیم البخاری، 9 / 221- ہاتھوں ہاتھ پھوپھی سے صلح کرلی، ص12 (11) یعنی ان کے بُرے سلوک کے باوُجود تمہارا احسان کرنا ان کے لئے اندرونی تکلیف کا باعث ہے۔ (المفہم للقرطبی، 6 / 529 مفہوماً) (12) مسلم، ص 1062، حدیث: 6525 (13) بخاری، 4 / 98، حدیث: 5991 (14) جامع الاحادیث للسیوطی، 1 / 456، حدیث: 3158۔

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد ہاشم خان عطّاری مَدَنی*

کیا جنت میں والدین سے ملاقات ہوگی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ والدین اور اولاد کے جنت میں جانے کی صورت میں ایک دوسرے سے ملاقات ہوگی یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مسلمان والدین اور اولاد کی جنت میں ملاقات ہوگی اگرچہ ان کے درجات میں فرق ہو جیسے والدین کے درجات بلند ہوں اور اولاد کے اعمال اس درجے کے نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ان کی خوشی کے لئے ان کو وہ درجات عطا فرمادے گا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

عدتِ وفات کا آغاز کب سے ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری پھپھی کے شوہر سعودی عرب میں وفات پاگئے تھے۔ وہاں سے ان کی میت کو پاکستان لاتے چھ سات دن لگ گئے۔ پاکستان میں لانے کے بعد ان کی تدفین کا سلسلہ ہوا۔ پوچھنا یہ ہے کہ میری پھپھی کی عدتِ وفات کس وقت سے شروع ہوگی۔ جس وقت پھپھا جان کا انتقال ہوا یا ان کی تدفین ہوئی؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں آپ کی پھپھی کی عدتِ وفات اس وقت سے شروع ہوگی جس وقت ان کے شوہر کا انتقال ہوا کیونکہ اس عدت کا تعلق وفات سے ہے تو اس کی ابتدا بھی وفات سے ہوگی، تدفین سے اس کا تعلق نہیں ہے جیسا کہ وہ حاملہ عورت جس کا شوہر فوت ہوگیا اور ابھی اس کی تدفین نہیں ہوئی کہ اس عورت نے بچہ جن دیا تو اس کے بارے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی عدت پوری ہوگئی۔

تنبیہ: یہ مسئلہ یاد رہے کہ کسی بھی شخص کے انتقال ہو جانے کے بعد اس کی تجہیز، تکفین وتدفین میں جلدی کی جائے، بلاضرورت تاخیر کرنا سخت منع ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* شیخ الحدیث ومفتی دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں
Madani News of Dawat-e-Islami

مولانا حسین علاؤ الدین عطّاری مَدَنی*

نشتر پارک کراچی میں عظیم الشّان اجتماع نگرانِ شوریٰ نے خصوصی بیان فرمایا

دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام 03 اگست 2025ء بروز اتوار کراچی کے علاقے نمائش چورنگی پر واقع نشتر پارک میں عظیم الشّان اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری، اراکینِ شوریٰ، علمائے کرام، نعت خواں حضرات، سیاسی و سماجی شخصیات، مختلف شعبہ جات سے وابستہ افراد اور بڑی تعداد میں عاشقانِ رسول شریک ہوئے۔ اجتماع کا آغاز تلاوتِ قراٰنِ پاک اور نعتِ رسولِ مقبول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ہوا جس کے بعد نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے ”اخلاقِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم“ کے موضوع پر سنّتوں بھرا ایمان افروز بیان فرمایا۔ بیان میں انہوں نے کہا: آج ہمارا معاشرہ جھوٹ، غیبت، بدگمانی، بدزبانی اور حسد جیسی اخلاقی بُرائیوں میں گھر چکا ہے جبکہ سیرتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیں ان سے بچنے اور حسنِ اخلاق اپنانے کا درس دیتی ہے۔ ہمیں صرف میلاد منانے تک محدود نہیں رہنا، بلکہ میلاد والے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اخلاق کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہوگا۔ عظیم الشّان اجتماع کا اختتام ذکرِ الٰہی، صلوٰۃ و سلام اور خصوصی دُعا پر ہوا۔

K.P.K ضلع بونیر کے سیلاب متاثرین میں فلاحی کام FGRF نے پکا ہوا کھانا اور راشن تقسیم کیا

14 اور 15 اگست 2025ء کو ہونے والی تیز بارش اور بادل پھٹنے (Cloudburst) کے سبب پیدا ہونے والی سیلابی صورتحال سے خیبر پختونخوا کے مختلف اضلاع بالخصوص ضلع بونیر میں انتہائی خطرناک حالات دیکھنے میں آئے۔ ایک رپورٹ کے مطابق سیلاب کی وجہ سے 300 سے زائد افراد اپنے خالق حقیقی سے جاملے جن میں خواتین، بچّے، بُزرگ اور نوجوان شامل تھے جبکہ زخمیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس سیلابی ریلے کی وجہ سے سینکڑوں گھر بہہ گئے، دُکانیں مُنْہدم ہوگئیں، کئی گاؤں کے نام و نشان مٹ گئے۔ مصیبت کی اس گھڑی میں اُمّتِ محمدیہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا ہونے اور ہر صورت ان کی ممکنہ ضَرورت کو پورا کرنے کے لیے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے فلاحی شعبہ فیضان گلوبل ریلیف فاؤنڈیشن (FGRF) کی ٹیم ہنگامی طور پر خیبر پختونخوا پہنچی اور متاثرین کی مدد میں مصروف ہوگئی۔ نگران شعبہ FGRF

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ دعوت اسلامی کے شب و روز، کراچی

شفاعت علی عطاری اپنی ٹیم کے ساتھ K.P.K کے مختلف اضلاع میں پہنچے جہاں دُشوار گزار راستوں سے گزر کر متاثرین تک پکے ہوئے کھانے، پینے کے لیے صاف پانی اور خشک راشن پیک کرکے پہنچایا گیا۔

عرسِ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کے موقع پر اسپین میں اجتماع مفتی محمد قاسم عطاری نے بیان فرمایا

10 اگست 2025ء کو عرسِ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کے سلسلے میں دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام بارسلونا (Barcelona) اسپین (Spain) میں سنّتوں بھرے اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں مقامی عاشقانِ رسول نے شرکت کی۔ مفتی محمد قاسم عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے سنّتوں بھرا بیان کیا اور اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کی سیرت اور آپ کی تعلیمات کے بارے میں شرکا کو آگاہ کیا۔

The lighthouse برمنگھم میں "Beyond the blade" کے عنوان پر نگرانِ شوریٰ کا تربیتی بیان

ایسٹن، برمنگھم میں نوجوانوں میں چاقو اُٹھانے کے خطرات اور نتائج کے بارے میں شعور اُجاگر کرنے کے لئے 13 اگست 2025ء کو دعوتِ اسلامی کی جانب سے The Light House میں "Beyond the blade" کے عنوان پر ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جس میں بڑی تعداد میں نوجوانوں نے شرکت کی۔ ورکشاپ میں نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جن میں چاقو کے استعمال سے ہونے والے نقصانات بیان کئے گئے اور کسی حملے کے بعد حملہ آور، متاثرہ فرد اور ان کے اہلِ خانہ کو درپیش مسائل کے بارے میں آگاہ کیا۔ اس موقع پر طبّی ماہرین نے چاقو سے متعلّقہ زخموں کے اپنے عملی تجربات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اس طرح کے واقعات میں کس طرح فوری طبّی امداد فراہم کی جائے اور ایمرجنسی سروسز کے پہنچنے تک کس طرح جان بچائی جاسکتی ہے۔ اس موقع پر وسیم علی (ڈپٹی پولیس کرائم کمشنر برائے ویسٹ مڈلینڈز)، ٹراما ڈاکٹرز، یوتھ ورکرز اور دیگر شخصیات موجود تھیں۔

Oxford University میں مختلف ممالک کے اسٹوڈنٹس کے درمیان نگرانِ شوریٰ کا بیان

19 اگست 2025ء کو دعوتِ اسلامی کے تحت Oxford University UK میں سنّتوں بھرا اجتماع ہوا جس میں اسٹوڈنٹس نے شرکت کی۔ رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبدالحبیب عطاری نے نعت شریف پڑھی اور مختصر گفتگو کی۔ بعد اَزاں نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے "علمِ دین" کے موضوع پر کلام کیا اور مختلف اُمور پر اسٹوڈنٹس کی رہنمائی کی۔

یکم اگست سے پاکستان بھر میں شجرکاری کا آغاز کردیا گیا سرکاری و نجی اداروں میں پودے لگانے کا سلسلہ جاری ہے

بڑھتی ہوئی فضائی آلودگی کی روک تھام، Oxygen فراہم کرنے، Carbon dioxide جذب کرنے اور ماحولیاتی توازن قائم رکھنے، انسانیت اور ماحول سے محبّت کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے دعوتِ اسلامی نے یکم اگست 2025ء سے ملک بھر میں شجرکاری کا آغاز کردیا ہے۔ اسی سلسلے میں 04 اگست کو گورنر ہاؤس سندھ اور 07 اگست کو عمان قونصلیٹ میں شجرکاری کا سلسلہ ہوا۔ شجرکاری میں رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبدالحبیب عطاری کے ہمراہ گورنر سندھ کامران ٹیسوری، مختلف ممالک کے Ambassadors، بزنس مینز، مذہبی و سیاسی شخصیات نے ملکر پودے لگائے۔ اس کے علاوہ سرکاری و نجی اداروں سمیت یونیورسٹیز، کالجز اور ہسپتالوں میں شجرکاری کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

وہاڑی پنجاب میں ہومیوپیتھک ڈاکٹرز کے درمیان سیشن کا انعقاد

دعوتِ اسلامی کے شعبہ رابطہ برائے ہومیوپیتھک ڈیپارٹمنٹ کے تحت پنجاب کے شہر وہاڑی میں ایک سیشن منعقد ہوا جس میں ہومیوپیتھک ڈاکٹرز اور دیگر اسلامی بھائیوں نے شرکت کی۔ متعلقہ شعبے کے نگران ڈاکٹر آصف عطاری نے "وضو اور سائنس" کے موضوع پر گفتگو کی۔ سیشن کے اختتام پر دعوتِ اسلامی کے دینی و فلاحی کاموں پر Documentary بھی دکھائی گئی۔

Go To Index

جُمادَی الاُولیٰ کے چند اہم واقعات

تاریخ/ماہ/سِن	نام/واقعہ	مزید معلومات کے لیے پڑھئے
2 جُمادَی الاُولیٰ 1286ھ	یومِ وِصال اعلیٰ حضرت کے داداجان حضرت علّامہ مفتی رضا علی خان رحمۃُ اللہِ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1438ھ
7 جُمادَی الاُولیٰ 735ھ	یومِ عرس حضرت شاہ رُکنِ عالَم ابوالفتح رُکنُ الدّین سہروردی رحمۃُ اللہِ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1438ھ
8 جُمادَی الاُولیٰ 1334ھ	یومِ وصال حضرت علّامہ وصی احمد محدّثِ سُورتی رحمۃُ اللہِ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1439ھ
17 جُمادَی الاُولیٰ 73ھ	یومِ شہادت صحابیِ رسول حضرت عبدُ اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1438ھ
17 جُمادَی الاُولیٰ 1362ھ	یومِ وِصال شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃُ الاسلام مفتی محمد حامد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1440ھ
19 جُمادَی الاُولیٰ 911ھ	یومِ وِصال امام جلالُ الدّین عبدالرحمٰن سیوطی شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1438ھ
27 جُمادَی الاُولیٰ 73ھ	یومِ وِصال حضرت اسماء بنتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1438ھ
جُمادَی الاُولیٰ 8ھ	جنگِ موتہ: اس میں صرف تین ہزار مسلمانوں نے دو لاکھ کفّار سے مقابلہ کیا، اس جنگ میں حضرت جعفر طیار، حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبدُ اللہ بن رَواحہ سمیت 12 صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا جبکہ بہت سے کفار مارے گئے۔	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1442ھ
جُمادَی الاُولیٰ 855ھ	وِصالِ مبارکہ حضرت شاہ یقیق بخاری نقشبندی رحمۃُ اللہِ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1439ھ

اللہ پاک کی ان پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِین بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ کرکے پڑھئے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجئے۔

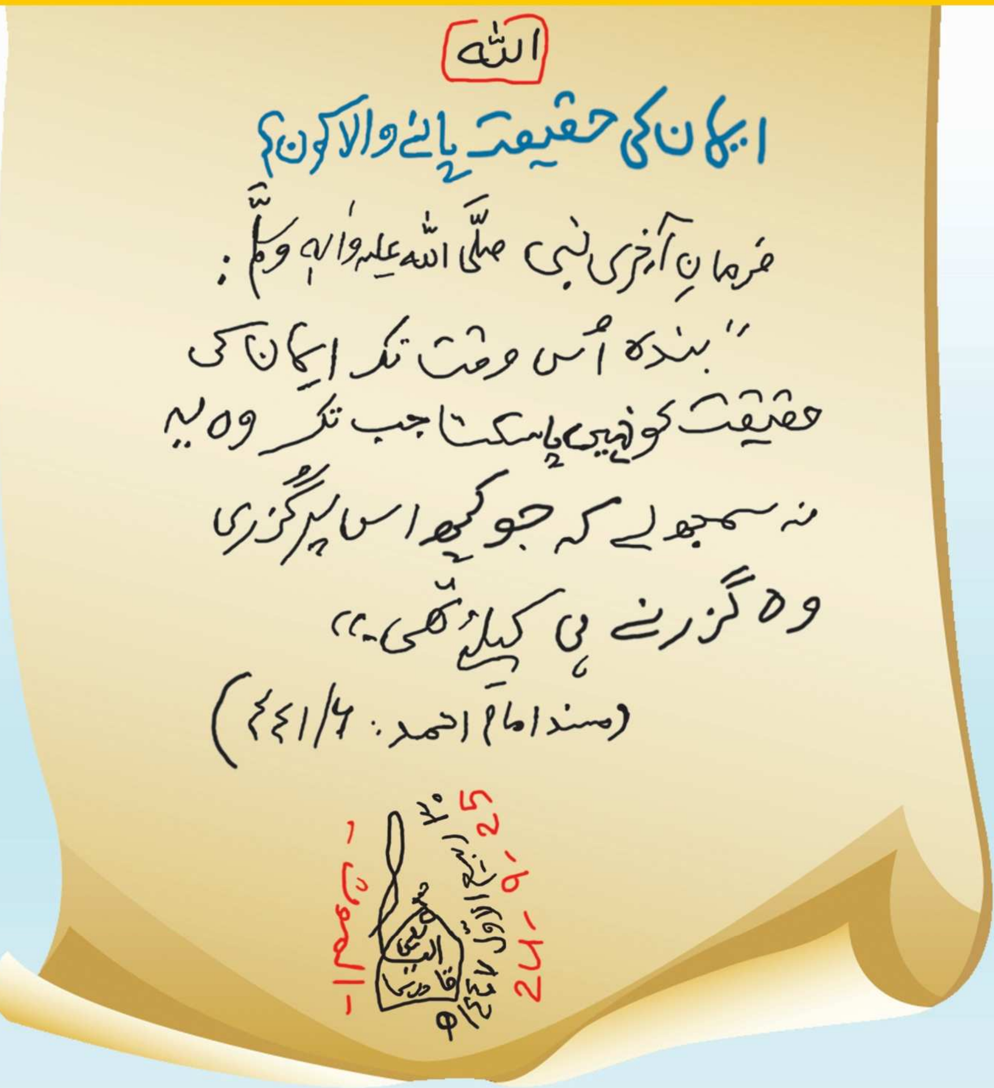

ایمان کی حقیقت پانے والا کون؟

فرمانِ آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: "بندہ اُس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پاسکتا جب تک وہ یہ نہ سمجھ لے کہ جو کچھ اس پر گُزری وہ گزرنے ہی کے لیے تھی۔" (مسند احمد، 6/441، حدیث: 27530)

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر عطیات (Donation) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے! آپ کا چندہ کسی بھی جائز دینی، اِصلاحی، فلاحی، روحانی، خیر خواہی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔

بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST **بینک برانچ:** MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037

اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 **اکاؤنٹ نمبر:** (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

978-969-722-859-1
01130324

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net